ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

مارچ 2020ء

یوم مسیح موعودؑ کی اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”کل ۲۳/مارچ ہے اور یہ دن جماعت میں یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے۔ اس تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیح و مہدی نے آخری زمانے میں آکر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا کو بتانا تھا اور پھیلانا تھا اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا تھا بلکہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانا تھا اس کا اعلان ہوا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے یہ اعلان کیا کہ میں ہی وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور یوں آپؑ نے اپنی بیعت کا آغاز فرمایا۔۔۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مارچ ۲۰۱۹ مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ ۲۵ جنوری ۲۰۱۹، صفحہ ۵)

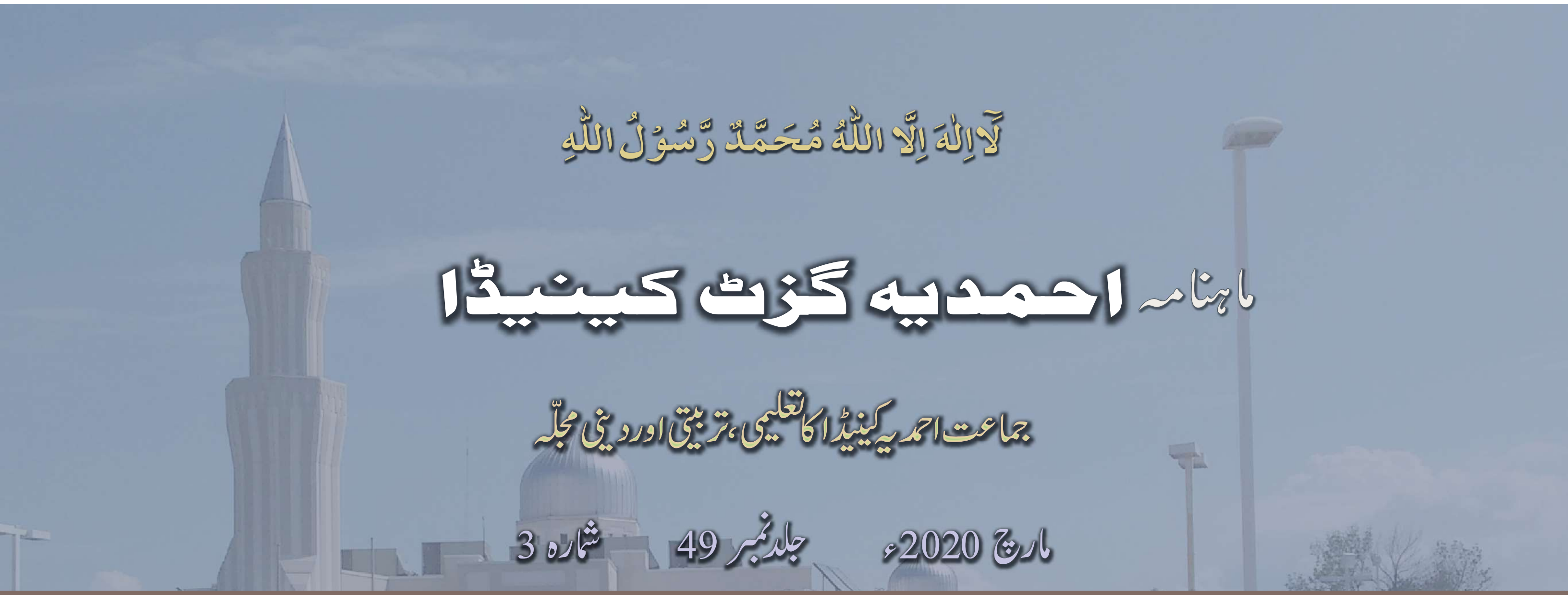

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مارچ 2020ء جلد نمبر 49 شمارہ 3

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام از مکرم مولانا حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ	11
☆	دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	14
☆	حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفر لاہور 1892ء کے متعلق پیسہ اخبار لاہور کا ایک تاریخی نوٹ	15
☆	سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان مضمون از مکرم عبدالمتین خاں صاحب	16
☆	اسلام کی نظر میں حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کا مقام از مکرم مولانا انیس احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ	19
☆	ابنِ سلطانُ القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ اکبر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرت وسوانح	22
☆	امن کا راستہ: عالمی امن از مکرم طارق حیدر صاحب	28
☆	صحیح نماز ادا کرنے کا طریق از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	30
☆	احمدیہ فیونرل ہوم سروسز: ایک تعارف	31
☆	ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے لئے عطایا حاصل کرنے کی مہم از محمد اکرم یوسف	33
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	36
☆	تصاویر: شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ o

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o

(سورۃ الجمعۃ 62 :2-4)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَءَ: وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰؤُلَآءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَاَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ

(صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔ کتاب التفسیر، باب التفسیر سورۃ الجمعۃ ۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث 941 ، صفحہ 892)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِيْنَ[1] مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ’’کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے‘‘۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

[1] یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔

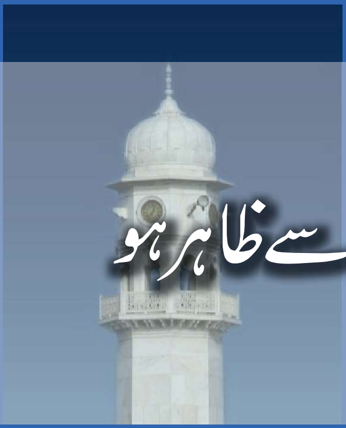

میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں ۔ ... اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں، جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے، نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید، جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 180)

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306-307)

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر سے قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔ اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

(ملفوظات۔ جلد سوم، صفحہ 9)

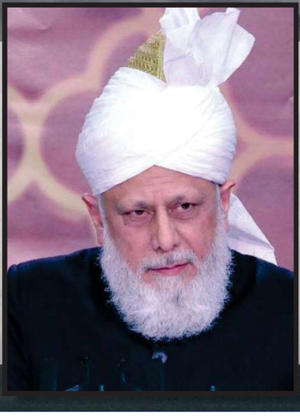

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ جنوری 2020ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ 03 جنوری 2020ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الفتوح، لندن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکہ آراء تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی میں خدا تعالیٰ کو پانے کے آٹھ وسائل بیان فرمائے ہیں جو انسان کے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے والے بھی ہیں۔ ان وسائل میں پانچواں وسیلہ خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یعنی اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعے سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعے سے اور اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعے سے اور اپنی عقل کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعے سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریق بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے پس جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پالے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس یہ عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کروں گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں لاکھوں مخلصین ہیں جن کو جب چندے کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے مالی قربانی میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں گذشتہ کئی سال سے جماعتی نظام کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ نئے آنے والوں کو مالی قربانی کے نظام میں ضرور شامل کرنا چاہئے۔ بعض جگہ مالی کشائش رکھنے والے لوگ غریب رشتے داروں کی طرف سے ادائیگی کر دیتے ہیں، ٹھیک ہے یہ ایک نیکی ہے۔ لیکن ان لوگوں کو خود بھی حصہ لینا چاہئے۔ صرف مال جمع کرنا مقصد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر، اس کے دین کے لئے قربانی کرنا مقصد ہے۔ مالی قربانی کی رپورٹس میں خاص طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ غریب لوگوں کی مالی قربانی کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ بعض کی قربانیاں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اگر مالی فراوانی ہو، بیشمار مال و دولت ہو اور اس میں سے کچھ دے بھی دیا جائے تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ لیکن تنگی حالات اور غربت کے باوجود خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کرنا، اصل قربانی ہے۔

حضورِ انور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالی قربانی کا معروف واقعہ بیان فرمایا جس میں آپؓ نے احباب کپورتھلہ کو تحریک کئے بنا، از خود مالی قربانی پیش کر دی تھی۔ جس کا بعد میں علم ہونے پر باقی احباب نے مالی قربانی سے محروم رہ جانے پر آپؓ سے گلہ کیا تھا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ایسے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے جو خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ آج چونکہ وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے اس لئے وقفِ جدید کے حوالے سے مالی قربانی کی چند مثالیں پیش کروں گا۔

گیمبیا کے ایک نومبائع مکئی اور گراؤنڈ نٹ کی فصل بوتے تھے۔ گذشتہ کئی سال سے کوئی خاص فصل نہیں اگ رہی تھی۔ انہوں نے گراؤنڈ نٹ کے بیج فروخت کر کے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا۔ اس مالی قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ انہیں گذشتہ سال کی نسبت تین گنا منافع ہوا۔

کیمرون کے ایک نومبائع دوست نے وقفِ جدید کے لئے دو بالٹیاں مکئی چندے میں دیں۔ اِن صاحب کی زرعی زمین خاص اچھی نہ تھی، نیز مالی تنگی کے باعث حکومتی معاونت حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ فیس بھی ادا نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اس قربانی اور دعاؤں کے طفیل حکومت نے ان کے کھیتوں کے لئے پمپنگ مشین اور پانچ لاکھ فرانک سیفا از خود دے دیئے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے اپنا چندہ وقفِ جدید دوگنا کر کے ادا کیا۔

انڈونیشیا میں ایک میاں بیوی نہایت دور دراز جزیرے میں رہتے ہیں اور سادہ زندگی گزار رہے ہیں۔ انہوں نے چندے کی رقم الگ کر کے ایک بکس میں ڈال کر رکھی ہوتی ہے۔ جب کوئی مبلغ ان کے پاس دورے پر جائے یہ رقم پیش کر دیتے ہیں۔

انڈونیشیا ہی کے ایک دوست نے پانچ لاکھ انڈونیشین روپیہ وقفِ جدید میں ادا کیا۔ چند دن بعد انہوں نے ایک زمین پندرہ ملین انڈونیشین روپوں میں خریدی جو چند ہفتوں بعد ہی پچاس ملین انڈونیشین روپوں میں فروخت ہوگئی۔ ان کو یقین ہے کہ چندہ وقفِ جدید کی برکت سے تھوڑے ہی وقت میں انہیں پینتیس ملین کا منافع ہوگیا۔

حضورِ انور نے گیمبیا، ہیٹی اور بعض دیگر مختلف ممالک سے مالی قربانی کی مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا یہ واقعات مختلف جگہوں کے ہیں۔ کوئی افریقہ میں ہے، کوئی امریکہ میں ہے، کوئی یورپ میں ہے، کوئی شمال میں ہے، کوئی جنوب میں ہے اور آپس میں ان کا رابطہ اور تعلق بھی کوئی نہیں، لیکن ملتے جلتے واقعات ہیں۔

گنی کناکری کے ایک احمدی ابو بکر صاحب کی ٹانگ حادثے میں ٹوٹ گئی تھی۔ جس کے آپریشن کے لئے وہ کچھ عرصے سے پیسے جمع کر رہے تھے۔ جب انہیں وقفِ جدید کی مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی گئی تو انہوں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ساری رقم چندے میں ادا کر دی۔ اس بات کو دو دن گزرے تھے کہ انہیں خط ملا کہ ان کے آپریشن کا سارا خرچ حکومت ادا کرے گی۔

بھارتی بنگال کے ضلع بیر بھوم میں ایک دوست کی کریانے کی

دکان ہے۔ان کا یہ طریق ہے کہ روزانہ صبح دکان کھولتے ہی سو روپیہ چندے کی ادائیگی کے لئے ایک صندوق میں ڈال دیتے ہیں۔ایک روز دکان پر بہت کم لوگ آئے چنانچہ اگلے روز انہوں نے یہ سوچ کر کہ آج اللہ کے ساتھ سودا کیا جائے،سو کی بجائے تین سو روپے صندوق میں ڈال دیئے۔اسی دن دوپہر کے بعد ان کی دکان پر آٹھ خریدار آئے۔اِن کا تھوک کا کاروبار ہے اور بوریاں وغیرہ اٹھوانے میں وقت لگتا ہے چنانچہ انہیں ایک خریدار کو کہنا پڑا کہ کل آجانا اور باقی خریداروں کو سامان دیتے دیتے رات ہوگئی۔

گنی بساؤ کی ایک ضعیف خاتون مسکوتہ صاحبہ کے پیسوں کی تھیلی کہیں راستے میں گر گئی جو بہت تلاش کے باوجود نہ ملی۔انہوں نے اپنی بیٹی سے ادھار رقم لے کر چندہ وقفِ جدید ادا کیا۔اس کے بعد کہتی ہیں کہ ابھی چند میٹر دور گئی تھی کہ وہی رقم جو پلاسٹک کے ایک لفافے میں بندھی تھی،سڑک کے درمیان میں پڑی ہوئی مل گئی۔اس پر وہ بہت خوش ہوئیں اور اگلے دن واپس آ کر اپنے وعدے کے مطابق ادائیگی کی اور لوگوں کو بتانے لگیں کہ وقفِ جدید کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی گم شدہ رقم واپس دلا دی۔

حضورِ انور نے تنزانیہ، بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، بھارت اور لائبیریا وغیرہ ممالک سے مالی قربانی کے متعدد واقعات پیش کرنے کے بعد وقفِ جدید کے تریسٹھویں (63) سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

31 دسمبر کو اختتام پذیر ہونے والے وقفِ جدید کے باسٹھویں (62) سال میں عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کو کل چھیانوے لاکھ تینتالیس ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی جو گذشتہ سال کی نسبت پانچ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔

وصولی کے لحاظ سے دنیا بھر کی جماعتوں میں اس سال برطانیہ سرِفہرست رہا۔دوسرے نمبر پر پاکستان پھر جرمنی، امریکہ، کینیڈا، بھارت، آسٹریلیا، انڈونیشیا اور پھر مشرقِ وسطیٰ کی دو جماعتیں ہیں۔

مقامی کرنسی میں گذشتہ سال کی نسبت اضافہ کرنے کے لحاظ سے انڈونیشیا سرِفہرست ہے۔

افریقی ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے نمبر پر گھانا رہا۔

وقفِ جدید میں 89 ہزار نئے شاملین کے ساتھ قربانی کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ لاکھ اکیس ہزار ہوگئی ہے۔نئے شاملین میں اضافے کے اعتبار سے کیمرون نمبر ایک پر ہے۔

حضورِ انور نے ازراہِ شفقت برطانیہ، پاکستان، جرمنی، امریکہ، کینیڈا، بھارت اور آسٹریلیا کی نمایاں قربانی کرنے والی جماعتوں کا بھی ذکر فرمایا۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے پاکستان کی معاشی و سیاسی ناگفتہ بہ حالت، بھارت کے ساتھ بڑھتی کشیدگی، بھارت کے اندرونی حالات اور مشرقِ وسطیٰ کی تیزی سے بگڑتی صورتِ حال کے تناظر میں احبابِ جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی۔

حضورِ انور نے نئے سال کے آغاز کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

نیا سال شروع ہوا ہے ہم ایک دوسرے کو مبارک بادیں دے رہے ہیں،لیکن اندھیرے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔پس اس سال کے بابرکت ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سال کو اس طرح بابرکت فرمائے کہ دنیا کی حکومتیں اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے دنیا کو تباہی کی طرف نہ لے جائیں بلکہ دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے والی ہوں۔مسلمان ممالک آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرانے میں مددگار بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

نئے سال کی حقیقی مبارک باد ہم پر جو ذمہ داری ڈال رہی ہے اس کا بڑے چھوٹے،مرد عورت ہر احمدی کو احساس ہونا چاہئے اور اس کے لئے اپنی تمام کوششوں اور صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہئے۔اپنی دعاؤں اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں ایک خاص کیفیت پیدا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔تب ہی ہم اس سال کی حقیقی برکتیں حاصل کرنے والے ہوسکیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 10 جنوری 2020ء

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 جنوری 2020 کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ خطبے میں بیان فرمودہ جائزے کے مطابق وقفِ جدید کی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی مجالس میں پہلی پوزیشن کی درستی فرمائی۔پہلی پوزیشن پر اسلام آباد جماعت نہیں، بلکہ آلڈرشاٹ جماعت ہے۔اسلام آباد کی دوسری پوزیشن ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے 27 دسمبر کے خطبے میں بیان فرمودہ حضرت سعد بن عبادہؓ کے تعارف کے متعلق بھی ایک درستی فرمائی۔اس درستی کے بعد حضورِ انور نے گذشتہ سے پیوستہ خطبے میں مذکور حضرت سعد بن عبادہؓ کے ذکر کو جاری رکھتے ہوئے مزید تفاصیل پیش فرمائیں۔

غزوہ خندق میں طویل محاصرے کے باعث مسلمانوں کی تکالیف اور پریشانی کو دیکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے عیینہ بن حصن کو مدینے کی ایک تہائی کھجور اس شرط پر دینے کی پیش کش پر غور کیا کہ وہ قبیلہ غطفان کے لوگوں کو واپس لے جائے۔اس معاملے میں آپؐ نے حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ سے مشورہ طلب کیا۔دونوں اصحاب نے اس تسلی کے بعد کہ یہ خدائی فرمان نہیں، آنحضور ﷺ کی اس تجویز پر یک زبان ہو کر عرض کیا کہ جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کو کچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ بخدا ہم تلوار کے سوا انہیں کچھ نہیں دیں گے۔آنحضور ﷺ کہ جنہیں زیادہ فکر انصار کی تھی، اس جواب سے بے حد خوش ہوئے۔

ابوسفیان کی ہدایت پر قبیلہ بنونضیر کا یہودی رئیس حیی بن اخطب،قبیلہ بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد سے ملا اور اسے اسلام کی عنقریب تباہی کا ایسا یقین دلایا کہ وہ آنحضور ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان سے پھر گیا۔جب آنحضور ﷺ کو قبیلہ بنو قریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپؐ نے خفیہ طور پر حضرت زبیر بن العوامؓ اور پھر حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو کعب کے پاس بھجوایا۔جب یہ اصحاب کعب سے ملے تو اس نے نہایت متکبرانہ انداز میں آنحضور ﷺ سے کئے جانے والے عہد سے انکار کر دیا۔

غزوہ بنوقریظہ کے موقعے پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے کئی اونٹوں پر کھجوریں لاد کر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لئے کے لئے بھجوائیں۔غزوہ موتہ 8 ہجری میں حضرت زیدؓ شہید ہوگئے تو نبی کریم ﷺ ان کے اہلِ خانہ سے تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔زیدؓ کی بیٹی روتی ہوئی آپؐ کے پاس آئی جس پر آپؐ بھی بہت زیادہ شدت سے رونے لگے۔سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک محبوب کی اپنے محبوب سے محبت ہے۔

فتح مکہ کے موقعے پر جب قریش کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی

کی اطلاع ملی تو ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء آنحضورﷺ کی جستجو میں مکے سے نکلے۔ مسلمانوں کے عظیم الشان لشکر کے نظارے نے ان تینوں کو خوب مرعوب کیا۔ اسی دوران رسول اللہﷺ کے پہریداروں نے انہیں گرفتار کرکے آپؐ کی خدمت میں پیش کردیا۔ ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا۔

اس واقعے کے متعلق حضورِ انور نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی رقم فرمودہ تفصیل پیش فرمائی۔ جس کے مطابق اسلامی لشکر جب مکہ کی طرف بڑھا تو رسول کریمﷺ نے حضرت عباسؓ کو حکم دے کر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو ایک سڑک کے کنارے کھڑا کروادیا تاکہ وہ اسلامی لشکر اور اس کا جذبۂ فدائیت مشاہدہ کرسکیں۔ جب ان کے سامنے سے قبائلِ عرب گزرنا شروع ہوئے تو ان افراد کے دل خدا تعالیٰ کے عطا کردہ رعب سے مرعوب ہوتے چلے گئے۔ وہ تمام قبائل جن کی اسلام دشمنی کے باعث کفارِ مکہ کو امید تھی وہ اسلام کے خلاف قریش کی مدد کریں گے۔ آج وہ سب قبائل، رسولِ خداﷺ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کا عزم لئے، اسلام کی اعانت میں صف آرا کھڑے تھے۔ اس موقعے پر انصار کے دستے کی قیادت حضرت سعد بن عبادہؓ کر رہے تھے۔

آپ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا کہ آج خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مکے میں تلوار کے زور سے داخل ہونا حلال کردیا ہے۔ آج قریشی قوم ذلیل کردی جائے گی۔ جب رسول اللہﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا کیا آپؐ نے اپنی قوم کے قتل کی اجازت دیدی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ابوسفیان! سعد نے غلط کہا ہے۔ آج رحم کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ قریش اور خانہ کعبہ کو عزت بخشنے والا ہے۔ پھر آنحضرتﷺ نے ایک آدمی کو سعدؓ کے پاس بھجوایا اور فرمایا کہ جھنڈا اپنے بیٹے قیس کو دے دو۔ اس طرح سعدؓ کے ہی بیٹے کو کمانڈر بنا کر آپؐ نے مکہ والوں کا دل بھی رکھ لیا اور انصار کے دلوں کو بھی صدمہ پہنچنے سے محفوظ رکھا۔

غزوہ حنین سے حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت آپؐ نے مہاجرین میں تقسیم فرمادیئے۔ انصار نے اس بات کو محسوس کیا اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بات کا اظہار فرمایا۔ آنحضرتﷺ نے تمام انصار کو جمع کروایا اور ان سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! کیا جب میں تمہارے پاس آیا تو تم گمراہی میں نہ پڑے ہوئے تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ تم مالی تنگی کا شکار، اور ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے تمہیں مال دار بنا دیا اور ایک دوسرے کی محبت تمہارے دلوں میں ڈال دی۔ انصار نے آپؐ کے دریافت فرمانے پر ان باتوں کی تصدیق کی۔ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ بخدا اگر تم چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے کہ آپؐ ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے کہ آپؐ کو آپ کی اپنی ہی قوم نے جھٹلا دیا تھا، اور اپنے وطن سے نکال دیا تھا۔ ہم نے آپؐ کی تصدیق کی۔ اگر تم ایسا کہتے تو تمہاری وہ بات سچی ہوتی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ لوگ تو بھیڑ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ (ﷺ) کو لے کر اپنے گھروں میں لوٹو؟ آپؐ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں اور انصار دوسری وادی میں، تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ! انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر۔ یہ سن کر وہاں موجود تمام انصار رونے لگے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں ان کے آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ انصار نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا کہ ہم تقسیم اور حصے کے لحاظ سے اس پر راضی ہیں اور آپؐ ہمارے لئے کافی ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقعے پر آپؐ کی سواری گم ہوگئی جو حضرت صفوان بن معطلؓ قافلے کے پیچھے آتے ہوئے لے آئے۔ جب حضرت سعد بن عبادہؓ کو حضورِ اکرمﷺ کی سواری کی گم شدگی کی خبر ملی تو وہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں سامان سے لدے ہوئے اونٹ کے ساتھ حاضر ہوئے اور یہ اونٹ آپؐ کی خدمت میں پیش کرنا چاہا۔ آنحضورﷺ کی اونٹنی چونکہ مل چکی تھی چنانچہ آپؐ نے برکت کی دعا کے ساتھ یہ اونٹ واپس کردیا۔

ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو آپؐ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو انہیں گھر والوں کے جمگھٹ میں پایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ فوت ہوگئے ہیں؟ گھر والوں کے بتانے پر کہ فوت نہیں ہوئے، آپؐ نے ان کی تکلیف دہ حالت دیکھی تو رو پڑے اور فرمایا کہ اللہ آنکھ کے آنسو نکلنے یا دل غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔ پھر زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ سے عذاب دے گا یا رحم کرے گا یعنی نوحہ کرنے کی وجہ سے۔

ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کے والد نے ان سے حریرہ تیار کروایا اور رسول اللہﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ گوشت ہے؟ جابرؓ نے نفی میں جواب دیا۔ جب جابر اپنے والد کے پاس واپس لوٹے تو ان کے والد نے آنحضورﷺ سے ہونے والی گفتگو کے متعلق پوچھا۔ آپ نے جب بتایا کہ آنحضورﷺ نے یہ دریافت فرمایا تھا کہ کیا یہ گوشت ہے؟ تو جابر کے والد نے ایک بکری ذبح کروا کے اس کا گوشت بھنوایا اور اسے رسول اللہﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ اس پر آنحضرتﷺ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے، بالخصوص عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ اور سعد بن عبادہؓ کو۔

حضرت ابواسیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ انصار کے گھرانوں میں سے بہترین بنونجار پھر بنوعبدالاشہل پھر بنو حارث اور پھر بنوساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بھلائی ہے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہؓ بولے کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہﷺ نے انہیں ہم سے افضل قرار دیا ہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ آنحضرتﷺ نے آپ کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے انہیں ایک قبیلے سے صدقات کی وصولی پر مقرر کرتے وقت ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھنا قیامت کے دن اس حال میں نہ آنا کہ تم اپنے کندھے پر کسی جوان اونٹ کو لادے ہوئے ہو اور وہ چیخ رہا ہو۔ آپؓ نے عرض کیا کہ آپؐ یہ ذمہ داری کسی اور کے سپرد فرمادیں۔

آنحضرتﷺ کے دور میں چھ انصار نے قرآن کریم جمع کیا تھا جن میں حضرت سعد بن عبادہؓ بھی شامل تھے۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت سعدؓ کا تھوڑا سا ذکر باقی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 2020ء

خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے اور خلافت کے مقام کا تذکرہ

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الفتوح، لندن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی تعالیٰ عنہ کا ذکر گزشتہ چند خطبوں سے چل رہا ہے۔ آج میں اس کا آخری حصہ بیان کروں گا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اپنی قوم کے سردار تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار آپ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی تفصیل سے اس بات کو اور خلافت کے مقام کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ اس لئے میں اس بیان کو بڑا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ وقت کی بڑی ضرورت ہے۔

حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے نواح میں تھے۔ آپؓ آئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو چوما اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار سے خطاب فرمایا اور انصار کی فضیلت کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پیش فرمائے۔ پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے سعد! تجھے علم ہے کہ تو بیٹھا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہوں گے۔ حضرت سعدؓ نے آپؓ کی تصدیق کی۔ تمام انصار اور مہاجرین نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت سعدؓ کو پیغام بھجوایا گیا کہ وہ بھی بیعت کر لیں۔ حضرت سعدؓ بیعت خلافت سے مجتنب رہے اور تمام انصار و مہاجرین سے کنارہ کش ہو کر علیحدہ ہو گئے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک روز آپؓ نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کی بیعت کی نسبت فرمایا تو سعد نے جواب دیا کہ آپؓ کے ساتھی یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ سے زیادہ ہمیں محبوب تھے۔ حضرت سعدؓ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں ملک شام کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ تاریخ طبری کے ایک حوالے کے مطابق حضرت سعدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔

خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے اور خلافت کا مقام کیا ہے اور حضرت سعدؓ نے جو کچھ کیا اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول تاریخوں میں آتا ہے کہ سعد کو قتل کر دو۔ بعض ماہرِ زبان لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی مراد سعد سے قطع تعلق کرنے سے تھی۔

چنانچہ حضرت سعدؓ باقاعدہ مسجد میں آتے اور الگ نماز پڑھتے اور کوئی صحابی ان سے کلام نہ کرتا۔ حضرت سعدؓ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے اور شام میں آپ کی وفات ہوئی۔ یعنی کسی صحابی نے آپؓ کو قتل نہیں کیا۔ رؤیا میں بھی اگر کسی کے متعلق قتل ہونا دیکھا جائے تو اس کی تعبیر قطع تعلق اور بائیکاٹ بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ پر کسی شخص نے یہ تبصرہ کیا کہ سعدؓ نے گو بیعت نہیں کی تھی لیکن مشوروں میں انہیں ضرور شامل کیا جاتا تھا۔ حضورؓ فرماتے ہیں کہ یہ میرے مفہوم کی تردید ہے۔ فرمایا اس شخص کا یہ بات کرنا، ظاہر کرتا ہے کہ یہ خلافت کی بیعت کی تخفیف کرنا چاہتا ہے۔

اسلامی تاریخ کے متعلق تین کتابیں مشہور ہیں۔ تہذیب التہذیب، اصابہ اور اسدالغابہ۔ ان تینوں میں یہی لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ تمام صحابہ سے الگ ہو کر شام چلے گئے تھے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ صحابہ میں سے ساٹھ، ستر کے نام 'سعد' ملتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اس شخص نے کسی اور سعد نامی صحابی کا نام پڑھ کر سمجھ لیا ہو کہ یہ 'سعد بن عبادہ' کی بات ہو رہی ہے۔

خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا مستحق انسان کو نہیں بنا سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قرآن پڑھو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلے خلیفہ کا دشمن ابلیس تھا۔ میں بھی خلیفہ ہوں اور جو میرا دشمن ہے وہ بھی ابلیس ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیفہ مامور نہیں ہوتا گو یہ ضروری بھی نہیں۔ اطاعت کے لحاظ سے خلفاء اور انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ نبی کی اطاعت اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے۔ جب کہ خلیفہ کی اطاعت اس لئے ضروری ہے کیوں کہ وہ تنفیذِ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ خلفاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے جو نظام سلسلہ کی ترقی کے لئے ان سے سرزد ہوں گے۔ اور کبھی بھی وہ ایسی غلطی نہیں کریں گے اور اگر کریں تو اس پر قائم نہیں رہیں گے جو جماعت میں خرابی پیدا کرنے والی ہو۔ انبیاء کو عصمتِ کبریٰ اور عصمتِ صغریٰ دونوں حاصل ہوتی ہیں یعنی وہ تنفیذ و نظام اور وحی و پاکیزگی اعمال دونوں کا مرکز ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر حال میں ہر شخص کے لئے خلیفہ کی اطاعت فرض ہوگی چونکہ نظام کا ایک حد تک جماعتی سیاست کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

حضور انور نے لفظ 'سیاست' کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری زبان میں عمومی طور پر یہ لفظ منفی طور پر لیا جاتا ہے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں یہ لفظ مثبت معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ سیاست کے معنی صحیح رنگ میں نظام کو چلانے کے ہیں۔ خلفاء کے متعلق غالب پہلو یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ انتظامی پہلوؤں کو برتر رکھنے والے ہوں۔ گو ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دین کے استحکام اور اس کے مفہوم کے قیام کو بھی مدنظر رکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا نظام جماعت چلانا بھی خلیفۂ وقت کا فرض ہے اور ساتھ ہی دین کے استحکام اور اس کے قیام کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔

جو دین خلفاء پیش کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خلفاء جزوئیات میں غلطی کر سکتے ہیں اور خلفاء کا آپس میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً بعض باتوں کے متعلق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل مختلف رہا مگر یہ اختلاف جزوئیات میں تھا اصولی امور میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک مشورہ لینے کا تعلق ہے تو ایک ماہرِ فن سے خواہ وہ غیر مذہب کا ہو مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقدمہ میں ایک انگریز وکیل کیا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؑ نے امورِ نبوت میں اس سے مشورہ لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احزاب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے مشورہ لیتا ہوں اور طب وغیرہ امور میں دوسرے ماہرین سے بھی مشورہ لیتا ہوں۔ صحابہ سے مشورہ لینا اور غیر سے مشورہ لینا ان دونوں میں فرق ہے۔ صحابہ کا مقام بہرحال بلند ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اگر کسی دنیاوی امر میں ماہر بھی ہوں اور ان سے مشورہ لینا ثابت بھی ہو تو بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مشوروں میں شامل ہوتے تھے۔

مختلف روایات بتلاتی ہیں کہ سعد بن عبادہؓ کی وہ عزت صحابہ کے دلوں میں نہیں رہی تھی جو ان کے اس مقام کے لحاظ سے ہونی چاہئے تھی جو کبھی انہوں نے حاصل کیا تھا۔ حضرت سعدؓ کی وفات حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں 15، 14 یا 16 ہجری میں ہوئی۔

خطبہ کے اختتام پر حضور انور نے دو مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا جنازہ مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کا تھا۔ آپ 8 جنوری 2020ء کو 85 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ صوبہ اڑیسہ کے

معروف مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ 1995ء میں آپ نے خود کو جماعتی خدمات کے لئے پیش کیا۔ مرحوم سال تک بطور صدر قضا بورڈ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اسی طرح کئی اہم مرکزی کمیٹیوں کے صدر اور ممبر بھی رہے۔

دوسرا جنازہ محترمہ شوکت گوہر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب ربوہ کا تھا۔ مرحومہ مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ آپ 5 جنوری 2020ء کو 77 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کو اپنے خاوند کے ہمراہ مختلف خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ دیگر بہت سی خوبیوں کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صاحبِ رؤیا بھی تھیں۔

آخر میں حضورِ انور نے مرحومین کے درجات کی بلندی اور اولاد کے نیک اور صالح ہونے کی دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2020

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 جنوری 2020ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ آج جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے اور بنو حارث بن خزرج کے سردار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت مقدادؓ میں مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ آپؓ نبی کریم ﷺ کے کاتب بھی تھے۔ غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں آپؓ کو شرکت کی توفیق ملی۔ آپؓ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، یہ سنتے ہی حضرت عبداللہؓ جو مسجد کی طرف آرہے تھے، وہیں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ جب نبی ﷺ خطبے سے فارغ ہوئے اور آپ کو یہ خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اللہ تمہیں اور بڑھائے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ کتبِ احادیث میں اسی طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں بھی ملتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بن رواحہؓ کتنے ہی اچھے آدمی ہیں۔

آپؓ کو فتح خیبر کے بعد آنحضور ﷺ نے پھلوں اور فصل وغیرہ کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شدتِ بیماری سے بے ہوش ہوگئے تو نبی کریم ﷺ آپؐ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور دعا کی کہ اگر اس کی مقررہ گھڑی کا وقت ہوگیا ہے تو اِس کے لئے آسانی پیدا کردے، اور اگر اس کا موعودہ وقت نہیں ہوا تو اسے شفاء عطا فرما۔ آنحضور ﷺ کی اس دعا کے بعد آپؓ نے بخار میں کچھ کمی محسوس کی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کہہ رہی تھیں کہ ہائے میرا پہاڑ! ہائے میرا سہارا! میں نے دیکھا کہ ایک فرشتے نے لوہے کا گرز اٹھایا ہوا تھا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تو واقعی ایسا ہے؟ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کہتے ہیں کہ اگر میں ایسا کہتا تو ضرور یہ شرک والی بات ہوتی اور وہ فرشتہ مجھے گرز مار دیتا۔ آپؓ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ معجم الشعراء کے مصنف لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ زمانہ جاہلیت میں بھی بہت قدر و منزلت رکھتے تھے اور زمانہ اسلام میں بھی ان کو بہت بلند مقام اور مرتبہ حاصل تھا۔

حضور ﷺ کی شان میں حضرت عبداللہؓ نے ایک ایسا شعر کہا کہ جسے اِن کا بہترین شعر کہا جاسکتا ہے۔ یہ شعر آپ کی دلی کیفیات کی خوب ترجمانی کرتا ہے۔ آپ اس شعر میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: اگر حضرت محمد ﷺ کی ذات کے بارہ میں کھلے کھلے نشانات اور روشن معجزات نہ بھی ہوتے تو آپؐ کی ذات ہی حقیقتِ حال کی آگاہی کے لئے کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ زمانہ جاہلیت میں ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت عبداللہؓ میں اتنی سکت نہ تھی کہ بستر سے اٹھ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں؟ لوگوں نے مقتول مسلمانوں کا ذکر کیا۔ اس پر رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا تب تو میری امت کے شہداء بہت کم ہیں اور فرمایا کہ مسلمان کا قتل ہونا، پیٹ کی بیماری سے فوت ہونا، پانی میں ڈوب کر مرنا، یہ سب شہادتیں ہیں اسی طرح زچگی کی حالت میں فوت ہونے والی عورت بھی شہید ہے۔

غزوہ موتہ کے موقع پر آنحضور ﷺ نے زید بن حارثہؓ کو سردار نامزد کیا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہوجائیں تو جعفر بن ابو طالبؓ سردار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ سردار ہوں گے۔ اگر عبداللہؓ بھی شہید ہوگئے تو مسلمان جسے پسند کریں اسے اپنا سردار بنالیں۔

جب جنگ کے لئے روانہ ہونے کا وقت آیا تو عبداللہ بن رواحہؓ رونے لگے۔ لوگوں کے استفسار پر آپؓ نے سورۃ مریم آیت 72 کا حوالہ دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوزخ میں جانے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ پلِ صراط چڑھنے اور پار اترنے میں میرا کیا حال ہوگا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس سے پہلے کی آیت میں دوزخ کا ذکر ہے۔ اس لئے ان کو خوف پیدا ہوا تھا ورنہ دوسری آیت میں صاف ظاہر ہے کہ مومن اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے بارہ میں یہ ذکر نہیں ہے۔

تفسیر صغیر کے حاشیے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن دوزخ کا حصہ اسی دنیا میں پالیتے ہیں۔ یعنی کفار انہیں قسم قسم کی تکالیف دیتے ہیں ورنہ مومن قرآن کریم کی رو سے اگلے جہان میں دوزخ میں کبھی نہیں جائیں گے۔

جنگِ موتہ کے لئے دورانِ سفر معان مقام پر مسلمانوں کو علم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عربی فوج کے ساتھ ماب مقام پر موجود ہے۔ مسلمانوں نے دو دن معان پر قیام کیا اور آپس میں مشورہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کو بھیج کر دشمن کی کثرت سے متعلق اطلاع کی جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس موقع پر مسلمانوں کو جوش دلایا چنانچہ مسلمان جو تعداد میں محض تین ہزار تھے لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے۔

جب نبی کریم ﷺ کو زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور زیدؓ کے ذکر پر فرمایا کہ اے اللہ! زیدؓ کی مغفرت فرما۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین مرتبہ فرمائے اور پھر حضرت جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے لئے بھی یہی دعائیہ کلمات ادا فرمائے۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے جنگِ موتہ کے اس تکلیف دہ واقع کی تفاصیل پیش فرمائیں۔

ایک مرتبہ جنگِ بدر سے قبل آنحضور ﷺ گدھے پر سوار ہوکر حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ آپ کا گزر ایک ایسی مجلس کے پاس سے ہوا جس میں مسلمان، یہود اور مشرکین ملے جلے بیٹھے تھے۔ ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب آپؐ کی سواری کی گرد اس مجلس تک پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں سلام کیا اور اسلام کی تبلیغ کی۔ اس پر عبداللہ بن ابی

نے سخت لہجہ اختیار کیا اور کہا کہ اے شخص! یہ اچھی بات نہیں۔ اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو ہماری مجالس میں ہمیں تکلیف نہ دو اور اپنے ڈیرے کی طرف لوٹ جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپؐ ہماری مجالس میں ضرور تشریف لایا کریں ہم یہ پسند کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے اس وقت کوئی خوف نہ کھایا اور کوئی پرواہ نہ کی۔ بعد میں وہاں جھگڑا بھی ہوا لیکن بہرحال ان کا ایک کردار تھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے بعض اصحاب کو ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ جمعہ کا دن تھا، باقی اصحاب تو روانہ ہوگئے۔ لیکن عبداللہ بن رواحہؓ آنحضور ﷺ کی اقتدا میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے رک گئے۔ جب جمعہ کی نماز پر آنحضور ﷺ نے عبداللہؓ کو دیکھا تو عدم روانگی کی نسبت دریافت فرمایا۔ آپؓ کے جواب پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ زمین میں جو کچھ ہے اگر تم وہ سب خرچ کرڈالو تو جو لوگ مہم پر روانہ ہوگئے ہیں تم ان کے فضل کو نہیں پاسکتے۔

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رمضان کے مہینے میں شدید گرمی میں نکلے۔ گرمی اتنی شدید تھی کہ ہم میں سے ہر ایک خود کو گرمی سے بچانے کے لئے سروں کو ہاتھ سے ڈھانپتا تھا۔ ہم میں سے کوئی روزے دار نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے۔

خطبہ کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب کا ذکرِ خیر کیا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مرحوم 19 جنوری 2020ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اجمیر، بھارت میں پیدا ہوئے۔ 1937ء میں ان کے والد نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرحوم نے 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی تحریک پر انگلستان کی سکونت ترک کرکے اپنی زندگی وقف کردی۔ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں مرحوم کو تیس سال خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور انصار اللہ مرکزیہ میں مختلف عہدوں پر کام کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ آج کل بھی نائب صدر انصار اللہ تھے۔

ان کی اہلیہ محترمہ شوکت گوہر صاحبہ بھی چند دن پہلے وفات پاگئی تھیں جن کا حضورِ انور نے ذکرِ خیر فرما کر نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی تھی۔

مرحوم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ نمازِ تہجد کے بڑے پابند تھے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ مستحق مریضوں کو اپنی جیب سے ادویات خرید کردے دیتے۔ ہر سال بڑے اہتمام سے جلسہ سالانہ قادیان اور انگلستان میں شرکت کے لئے جاتے تھے۔ ہمسایوں سے بڑے پیار کا تعلق تھا۔ بڑے اچھے ادبی ذوق کے مالک تھے۔ درثمین، کلامِ محمود اور درِعدن کی نظمیں بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 202ء

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31 جنوری 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج جن صحابی کا ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا اصل نام زید تھا اور یہ قبیلہ خزرج کے سرکردہ افراد میں سے تھے۔ آپؓ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی اور غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے اِن کی مؤاخات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ حضرت ابوطلحہؓ کا رنگ گندمی اور قد درمیانہ تھا۔ آپؓ کی شادی معروف صحابیہ حضرت اُم سلیمؓ سے ہوئی تھی۔ جب ابو طلحہؓ نے اُمِ سلیم کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپؓ نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت اُمِ سلیم نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر آپؓ کا پیغام قبول کیا اور ابوطلحہ کا مسلمان ہونا ہی اپنا مہر قرار دیا۔ اس اعتبار سے حضرت انسؓ، ابوطلحہؓ کے ربیب تھے۔

حضرت ابوطلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کے حکم پر کفار کے چوبیس آدمیوں کو بدر کے ایک ناپاک کنویں میں ڈال دیا گیا۔ جب تیسرے دن آپؐ بدر سے روانہ ہونے لگے تو اس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر ان کفار کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا، اور اللہ کے وعدے کے پورا ہونے کے متعلق دریافت فرمانے لگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپؐ ان لاشوں سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جو میں کہہ رہا ہوں ان باتوں کو تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔

جنگِ احد میں جب شکست کی کیفیت پیدا ہوئی تو لوگ رسولِ خدا ﷺ سے جدا ہوگئے لیکن حضرت ابوطلحہؓ آپؐ کے سامنے ڈھال بنے کھڑے رہے۔ آپؓ بڑے ماہر تیرانداز تھے، چنانچہ احد کے دن آپؓ نے دو تین کمانیں توڑیں۔ جب ابوطلحہؓ تیر چلاتے تو آنحضور ﷺ ان کے پیچھے سے نشانہ دیکھنے کے لئے جھانکتے جس پر ابوطلحہؓ کہتے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان سر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ مبادا کوئی تیر آپ کو آ لگے۔ میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کرے اور میں خیبر کا سفر کرسکوں۔ حضرت ابوطلحہؓ، حضرت انسؓ کو لے گئے۔ یوں انسؓ کو آنحضور ﷺ کی خدمت کی توفیق ملی۔

ایک دفعہ جب رسولِ کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لارہے تھے اور آپؐ کی زوجہ حضرت صفیہؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ راستے میں اونٹ بدک گیا اور آپؐ دونوں گر گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ لپک کر رسولِ کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور فکر مندی سے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ابوطلحہؓ! پہلے عورت کی طرف جائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رسول اللہ ﷺ کے عاشق تھے۔ جب آپؐ کی جان کا سوال ہو تو انہیں کوئی اور کیسے نظر آسکتا تھا۔

خیبر پر حملے کے بعد آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور خیبر کی گلی میں گھوڑا دوڑایا۔ حضرت ابوطلحہؓ دوسری سواری پر تھے اور حضرت انسؓ ان کے ہمراہ تھے۔ جب رسولِ خدا ﷺ گاؤں میں داخل ہوئے تو فرمایا اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ خیبر ویران ہوگیا۔ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں ڈیرہ ڈالتے ہیں تو پھر ان کی صبح بری ہوتی ہے جن کو قبل از وقت عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہو۔

جب خیبر کے قیدیوں کو اکٹھا کیا گیا تو دحیہ کلبی حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لونڈی کے حصول کے لئے درخواست کی۔ آنحضور ﷺ کے اجازت عنایت فرمانے پر دحیہ

نے قریظہ اور نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی لڑکی صفیہ لے لی۔ بعد میں ایک شخص نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ حیی کی بیٹی صفیہ صرف آپؐ کے ہی لائق ہے۔ اس پر آپؐ نے حضرت دحیہ سے فرمایا کہ اِن قیدیوں میں سے کوئی اور تم لے لو اور حضرت صفیہؓ کو آزاد کر کے آنحضورﷺ نے اُن سے شادی کر لی۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے حنین کے دن فرمایا کہ آج جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا تو اس کافر کا مال و اسباب اسی شخص کو ملے گا۔ اس دن حضرت ابوطلحہؓ نے بیس کافروں کو قتل کیا۔

حضرت ابوطلحہؓ نے اُم سلیم کے ہاتھ میں خنجر دیکھا تو آپؓ نے اُن سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ اُم سلیم نے بتایا کہ اللہ کی قسم! میرا ارادہ ہے کہ اگر کوئی کافر میرے قریب آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے یہ بات رسول اللہﷺ کو بتائی۔

حضرت ابوطلحہؓ کی آواز نہایت بلند تھی یہاں تک کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لشکر میں تنہا ابوطلحہؓ کی آواز ایک جماعت پر بھاری ہوتی۔ آپؓ کی وفات 34 ہجری میں مدینے میں ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس وقت آپ کی عمر ستر برس تھی۔

حضرت ابوطلحہؓ آنحضرتﷺ کے زمانے میں جہاد کی وجہ سے نفلی روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرتﷺ کی وفات کے بعد سوائے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے آپؓ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

حضرت ابوطلحہؓ آنحضرتﷺ کی تحریک پر ایک مہمان کو اپنے گھر لے آئے۔ اس وقت آپ کے گھر میں مہمان کو پیش کرنے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ آپؓ نے اپنی بیوی کو کھانا تیار کرنے کا کہا اور بچوں کو بغیر کچھ کھلائے پلائے سلا دیا۔ پھر مہمان کو کھانا پیش کیا اور چراغ درست کرنے کے بہانے، چراغ بجھا دیا۔ دونوں میاں بیوی مہمان پر یہی ظاہر کرتے رہے گویا وہ بھی کھانا کھا رہے ہوں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہﷺ نے آپؓ کی اس مہمان نوازی کو بہت پسند کیا اور فرمایا کہ تم دونوں کے فعل سے اللہ بہت خوش ہوا۔

ایک مرتبہ حضورﷺ نے بال اتروائے تو حضرت ابوطلحہؓ پہلے شخص تھے جنھوں نے آپؐ کے بالوں میں سے کچھ بال لئے۔

ایک دفعہ حضرت ابوطلحہؓ نے آنحضورﷺ کی آواز میں ضعف محسوس کیا تو حضرت انسؓ کے ہاتھ کچھ روٹیاں بھجوائیں۔ آنحضورﷺ کے پاس کچھ لوگ موجود تھے چنانچہ آپؐ اُن تمام افراد کے ہمراہ ابوطلحہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت انسؓ ان سے پہلے گھر پہنچے اور ان تمام لوگوں کی مع رسول اللہﷺ آمد کی اطلاع دی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اُم سلیمؓ سے کہا کہ رسولِ خداﷺ لوگوں کو لے آئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں۔ اُم سلیم نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس موقع پر آنحضرتﷺ نے کھانے پر برکت کی دعا پڑھی چنانچہ وہ نہایت قلیل مقدار کا کھانا ستر، اسی افراد نے سیر ہو کر کھایا۔

مدینے میں حضرت ابوطلحہؓ کے تمام انصاریوں سے زیادہ کھجور کے باغ تھے۔ ان باغوں میں آپؓ کو بیرحا کا باغ سب سے زیادہ محبوب تھا۔ جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ ... الخ نازل ہوئی تو آپؓ نے اپنا وہ باغ صدقہ کر دیا۔ جسے بعد میں حضورﷺ کی ہدایت پر آپؓ نے اپنے قریبی رشتے داروں میں تقسیم فرما دیا۔

حضرت ابوطلحہؓ کو آنحضرتﷺ کی ایک بیٹی کی وفات پر آپؐ کے ارشاد کے مطابق اُن کی قبر میں اترنے کی سعادت اور اعزاز بھی حاصل ہوا۔

حضرت ابوطلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ آپؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے تو بچے کی وفات ہو گئی۔ جب حضرت ابوطلحہؓ واپس لوٹے اور بچے کا حال دریافت کیا تو اُم سلیم نے انہیں یہ کہہ کر کہ اب پہلے سے زیادہ پُرسکون ہے، تسلی دے کر سلا دیا۔ صبح ہونے پر حضرت ابوطلحہؓ کو بتایا گیا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے اور اُسے دفن کرنا ہے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے رسول اللہﷺ کو یہ بات بتائی تو آپؐ نے انہیں اولاد کی دعا دی، چنانچہ اُن کے ہاں کثیر اولاد پیدا ہوئی۔

حضورِ انور نے اس واقع سے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفاصیل پیش فرمائیں۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو شراب پلا رہا تھا کہ اتنے میں کسی نے خبر دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے یہ خبر سنتے ہی کہا کہ اے انس! اِن مٹکوں کو توڑ دو چنانچہ انسؓ نے تمام مٹکے توڑ ڈالے۔

خطبہ کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم باؤ محمد لطیف صاحب امرتسری ابن حضرت میاں نور محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

آپ 26 جنوری کو 90 برس کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور معروف مبلغ سلسلہ اور شاعر محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ اکتوبر 1952ء میں آپ نے خود کو سلسلے کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ 1961ء میں آپ کی تقرری دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور محرر ہوئی۔ ان کا کل عرصہ خدمت باسٹھ سال بنتا ہے جس میں سے تقریباً 53 سال دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مختلف حیثیتوں میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ اپنے کام کے بہت ماہر تھے۔ بڑے سلیقے اور انہماک سے کام کیا کرتے۔ شوریٰ کے انتظامات میں بھی انہیں خاص خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہیں۔ ان کی وفات سے چند دن پہلے ان کی ایک بیٹی بھی وفات پا گئی تھیں۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور ان کی اولاد و نسل کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رکھے۔ آمین

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7، 14، 21، 28 جنوری، 4 فروری 2020ء)

کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اِک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکرم مولانا حسیب احمد صاحب، فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ

وہ مردِ خدا جس نے بصیرتوں کے سبھی خزائن لٹا دیئے۔

وہ جو علم و عرفاں کی محفلوں میں خرد کے لعل و گہر فراواں ہی بانٹا کرتا تھا۔

اسی مسیحائی کے دم سے ہزاروں لاکھوں بھٹکتے انسان شبِ سیاہ کی مہیب وادی میں علم و ایمان کی روشنی سے مخمور و معطر کر دیئے گئے، مگر کچھ فراعنہ بھی اسی کے معجز نما اثر سے ریگزاروں میں گم ہو گئے۔ کچھ جانتے ہو وہ کون تھا۔

جی ہاں وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ الٰہی

عشقِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا درخشاں باب ہے تحریر و تقریر نظم نثر اور سب سے بڑھ کر آپؑ کی تمام حیات پرنور میں عشقِ الٰہی کی جو ایمان پرور کیفیت ہمیں نظر آتی ہے قلم کو یارہ نہیں کہ بیان کر سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تمام زندگی کے خلاصہ کو ایک فقرے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلْمَسَاجِدُ مَكَانِیْ وَالصَّالِحُونَ اِخْوَانِیْ

وَذِكْرُاللّٰهِ مَالِیْ وَخَلْقُ اللّٰهِ عِيَالِیْ

مسجدیں میرا مکان ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اور اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔

کہنے کو یہ چار فقرے ہیں لیکن حقیقت میں یہ آپؑ کے عشقِ الٰہی کی نہایت دلربا تصویر ہے جو آپؑ کے اس ازلی ابدی عاشق کا پتہ بتاتی جو آپؑ کی سانسوں میں آپؑ کے جسم کے ذرہ ذرہ میں رچا بسا ہے اور آپؑ کا اوڑھنا بچھونا ہے اور آپؑ کے ہر فعل سے محض خدا عیاں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو کھانسی ہو رہی تھی دوائی میں پلایا کرتا تھا، کئی کئی دفعہ دن میں اور کئی کئی دفعہ رات کو اٹھ اٹھ کر میں حضرت صاحب کو دوائی دیا کرتا تھا میں دن میں حضور کے پاس گیا، کیا دیکھتا ہوں حضور سیب کھا رہے ہیں، میں نے عرض کیا یہ ترش ہیں یعنی کھٹے ہیں اور کھانسی زیادہ ہوگی مجھے خیال تھا کہ اگر بیماری زیادہ ہوئی مجھے بار بار اٹھنے کی اور تکلیف ہوگی۔ آپؑ مسکراتے جاتے تھے میں نے پھر عرض کیا حضرت اس سے زیادہ کھانسی ہوگی اور یہ ترش ہے آپؑ پھر کھانے لگے اور ہنستے جاتے تھے آخر میں مجھے فرمایا ابھی الہام ہوا ہے کہ احتیاط کی ضرورت نہیں اب آرام ہو جائے گا میں اس حکم کی تعمیل میں کھاتا ہوں۔

(سیرت احمدؑ مرتبہ قدرت اللہ سنوری صاحب، صفحہ 20)

عشقِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا نہایت درخشاں باب ہے جو خالق و مخلوق کے باہمی رشتہ کا مضبوط ترین پیوند اور فطرتِ انسانی کا جزو اعظم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس روحانی پیوند کا جس عجیب و غریب رنگ میں آغاز ہوا اس کا تصور بھی ایک صاحبِ دل انسان میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپ کے سوانح نگار اور مشہور مورخِ سلسلہ نے آپؑ کے بچپن کا عجیب واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ آپؑ چھوٹی عمر میں اپنے ایک ہم عمر سے فرمایا کرتے تھے کہ دعا کر خدا میرے نماز نصیب کرے۔

پھر آپؑ کی جوانی کا زمانہ ہے جب کہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے کمال پر ہوتی ہے اور حضورؑ کے بڑے بھائی صاحب ایک معزز عہدے پر فائز ہو چکے تھے اور یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں کم از کم نقل کا رجحان پیدا کر دیتی ہے ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو آپؑ کے والد سے ملنے آیا تھا حضرت مسیح موعودؑ کو کہلا بھیجا کہ آج کل بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے دادا صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ بہت عمدہ موقعہ ہے اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا:

میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔

سکھ زمیندار حضور کے اس جواب کو سن کر آپ کے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کہ بچے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ میں نے جہان نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں شاید وہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعودؑ کے اس جواب کو اچھی طرح سمجھا بھی نہ ہوگا مگر والد صاحب کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں تو نوکر ہو چکا ہوں؟ تو پھر خیر ہے، اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کے بعد کبھی کبھی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے سچا راستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے ہم تو دنیا میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی ان کیفیات کا ذکر اپنے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں:

اے فدا ہو تیرے راہ میں میرا جسم و جان و دل

میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

جوانی کے ہی ایام میں جب کہ آپؑ کو سیالکوٹ میں والد صاحب کی اطاعت میں ملازمت کرنی پڑی تو وہاں بھی آپؑ کا یہی معمول تھا کہ جب کچہری سے واپس تشریف لاتے تو اپنے کمرے کے دروازے بند کر لیتے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتے بعض متجسس طبیعتوں نے جب آپ کا یہ معمول دیکھا کہ آپؑ نوکری سے واپس آتے ہیں اور پھر سارا سارا دن دروازہ بند کئے اندر بیٹھے رہتے ہیں آخر پتہ تو چلے کہ اندر ہوتا کیا ہے چنانچہ انہوں نے دروازہ میں چابی والے سوراخ سے دیکھا تو ایک عجیب منظر تھا کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مصلے پر رونق افروز ہیں قرآن کریم ہاتھ میں ہے اور نہایت الحاح اور گریہ وزاری اور کرب و بلا سے خدا کے حضور دست بدعا ہیں کہ یا اللہ تیرا کلام ہے تو سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں اور بعض دیگر روایات کے مطابق آپ سجدہ ریز ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور گریہ وزاری سے دعاؤں میں

مشغول ہیں۔

خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس محبت کی ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جواس کی بے پایاں رحمت کا حق اور اسی کی بے نظیر قدر شناسی کے شایان شان ہے۔ چنانچہ آپؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلَ للهِ

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: یعنی چونکہ اس زمانہ میں میری توحید کا تو علمبردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع کو دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے اس لئے اے مسیح محمدی تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افترا کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور چونکہ تو میرے محبوب محمد ﷺ کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبت میں محو ہے اس میں تجھے اپنے اس محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔

عشق حقیقی تو مشک کی طرح ہوتا ہے جو چھپائے نہیں چھپتا ہر شخص اس کو دیکھتا اور محسوس کر سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خالق حقیقی سے جو سچا اور حقیقی اور بے مثل عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ بھائی عبدالرحیم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میری بیعت کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں محبت الٰہی کی خوشبو آتی تھی اور میں نے دیکھا کہ آپؑ کا کلام انشا پردازوں کے تصنع یا دنیاوی علماء کی بناوٹ سے پاک تھا۔ چنانچہ میں نے صرف ست بچن پڑھ کر یقین کر لیا کہ لکھنے والا ایک دنیادار اور ریا کار انسان نہیں ہو سکتا بلکہ یہ طرز کلام کسی راستباز کا ہے۔ مجھے تصوف کا شوق تھا۔ میرے استاد ایک ہندو ویدنتی تھے۔ میں ان سے کیمیائے سعادت پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن پڑھاتے پڑھاتے باوا صاحب نے علم لدنی کی تشریح کرتے ہوئے کہا۔ جس طرح محمدؐ صاحب کو ہو گیا تھا یا جس طرح مرزا صاحب قادیان والے کو ہے۔ باوا صاحب گو مسلمان نہ تھے۔ لیکن ان کے منہ پر محمد صلعم کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کا نام آ جانا میرے لئے بڑی تحریک کا موجب ہوا۔ اور آخر قادیان آ کر بعد تحقیق حق ثابت ہوا۔

عشق وفدائیت کے انداز اور عشق الٰہی کی ادائیں اتنی وسیع اور متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں مختصر الفاظ میں یوں کہ سکتے ہیں کہ عشق الٰہی آپؑ کی جان تھی اور آپؑ کا سارا وجود عشق الٰہی کا ایک شیریں پھل تھا۔ آپؑ کی تڑپ کی گہرائی کا اندازہ آپؑ ہی کے اپنے الفاظ سے خوب واضح ہے فرماتے ہیں:

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 21-22)

حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن

محبت وفدائیت کے انداز اور عشق قرآن کی ادائیں اتنی وسیع اور اتنی متنوع ہیں کہ انکا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہ سکتا ہوں کہ عشق قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح کی غذا تھا۔ اسی سے آپؑ کی ذات کا خمیر اٹھایا گیا اور اسی میں فنا رہتے ہوئے آپؑ کی زندگی کا لمحہ لمحہ بسر ہوا۔

ابتدائی جوانی کے ایام لے کر زندگی کے آخری لمحات تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن قابل دید تھا۔ بٹالہ کے ایک غیر احمدی تحصیل دار منشی عبدالواحد صاحب جو کثرت سے حضور کے والد محترم کے پاس قادیان آتے تھے اور جنہیں بچپن سے حضور کو بار بار دیکھنے کا موقع ملتا تھا وہ شہادت دیتے ہیں کہ حضور 14، 15 سال کی عمر میں سارا سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور آپؑ کے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا اور قرآن شریف پڑھتا ہے۔ آپؑ کا یہ مطالعہ سطحی نہیں ہوتا تھا بلکہ آپؑ قرآن مجید کے لفظ لفظ کی باریکیوں تک پہنچنے کے لئے یہاں تک گہرا غور و فکر فرماتے تھے کہ دنیا جہان سے بیگانہ ہو کر قرآن مجید کی وسعتوں میں گم ہو جاتے۔

عاشق صادق ہونے کی حیثیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں عشق کے نئے باب رقم کئے وہاں آپؑ نے قرآن کریم سے عشق کے نئے راستے بھی وضع کئے۔ انہیں راستوں میں ایک راستہ شاعری کے ذریعہ عشق قرآن کا اظہار ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قادیان آیا۔ جس کمرے میں حضورؑ تشریف رکھتے تھے خاکسار اس کمرے کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور نہایت گریہ وزاری کے ساتھ تلاوت فرما رہے ہیں جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کر رہا ہو۔

ملازمت سے استعفیٰ دے کر جب واپس تشریف لائے تو حسب عادت قرآن شریف کی تلاوت اور غور و فکر بدستور جاری رہا۔ چنانچہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

میری نانی اماں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوشدامن صاحبہ نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر آئی تھی یعنی علاج کے لئے انہیں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس لائے تھے۔ میں نے حضرت صاحبؑ کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے رحل پر قرآن پڑھ رہے ہیں میں نے گھر والیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے اور یہ بالکل ولی آدمی ہے قرآن پڑھتا رہتا ہے۔ (سیرت المہدیؑ، صفحہ 237)

ایسے وقت میں اس عاشق صادق نے اندرونی اور بیرونی محاذوں پر سینہ سپر ہو کر عشق قرآن میں اپنا رواں رواں جھونک دیا اور دشمن قرآن کو ایسا ساکت کر دیا کہ وہ اپنے مذہب کی فکر میں لگا اور اسے اپنی کمزوریاں نظر آنے لگیں۔ آپؑ نے کیا خوب فرمایا کہ جب قرآن کا مہیب شیر غرانے لگے تو پھر ذلیل لومڑی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ آپؑ نے قرآن کریم کے متعلق ناسخ منسوخ کے عقیدے کو کلیۃً رد فرمایا اور فرمایا تم ہوشیار رہو اور قرآن کریم کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن کریم نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا

نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ: اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے۔

حضورؑ قرآن کریم کے عشق و محبت میں سرشار تھے اور چاہتے تھے کہ آپؑ کی اولاد بھی اور جماعت بھی اس کے رنگ میں رنگین ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ تم قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ اس وقت قرآن کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسول ﷺ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا سے جو سچا اور بے مثال عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ ملاءِ اعلیٰ نے اس کی گواہی دی۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

ملاءِ اعلیٰ کی گواہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص محی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہیں۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک اور شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسولؐ ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد اول صفحہ 598)

غیروں نے بھی اعتراف کیا کہ یقیناً عشقِ رسول ﷺ میں آپؑ سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں رکھتا۔

بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کا بیان ہے کہ وہ 1918ء میں قادیان گئے اور ایک ہندو لالہ بڑھامل یا غالباً لالہ ملاوامل سے جن کا ذکر آپ کی کتب میں کثرت سے آتا ہے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اوائل عمری میں دیکھا۔ آپ نے انہیں کیسا پایا۔ ان کا جواب تھا: میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (سیرت المہدیؓ، حصہ سوم، صفحہ 19)

مشہور مصنف علامہ نیاز احمد خاں نیاز فتح پوری نے آپؑ کے عشقِ رسول کے بارہ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ صحیح معنی میں عاشقِ رسولؐ تھے۔

(ماہنامہ نگار لکھنو۔ جولائی 1960ء بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد سوم، صفحہ 580)

عربی میں مقولہ ہے اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ کہ خوبی اور فضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔ مخالفین نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عشق رسول ﷺ میں سرشار منظوم اور منثور کلام کو اپنی تقاریر و تحریرات میں دل کھول کر استعمال کیا ہے لیکن ایمانی اور اخلاقی جرأت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس علیہ السلام کا نام درج نہیں کیا اور بعض نے تو بددیانتی کی انتہا کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کے پُر معارف بیانات کو اپنے یا کسی اور کے نام سے شائع کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 1925ء میں جب میں انگلستان گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ سے ملاقات کروں کیونکہ یہ پادری بٹالہ میں مشنری رہ چکے ہیں اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے بھی کئی بار مل چکے تھے دوران گفتگو انہوں نے کہا:

میں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی وہ مجھے پسند نہیں تھی کہ جب آنحضرت ﷺ پر اعتراض کیا جاتا تو وہ ناراض ہو جاتے تھے۔ اور ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔

پادری صاحب کی یہ بات سن کر عرفانی صاحبؓ نے کیا خوب تبصرہ فرمایا کہ پادری صاحب جو بات آپ کو ناپسند ہے میں اسی پر قربان ہوں۔ (حیات احمدؑ، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 22)

آپؑ کے ایک چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی بیوی کے منہ سے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا۔ اس پر باوجود سب ادب و احترام کے اور صلہ رحمی کے جذبات کے آپؑ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ آپؑ جو کھانا رہے تھے اسے چھوڑ کر اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد آپؑ نے ان کے گھر سے کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔ (سیرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحہ 270)

1893ء کی بات ہے۔ امرتسر میں عیسائیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مباحثہ ہوا جس کا نام جنگِ مقدس رکھا گیا ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے آپؑ کو دیگر احباب کے ہمراہ چائے کی دعوت پر مدعو کیا۔ آپؑ نے یہ دعوت صرف اس وجہ سے رد فرما دی کہ یہ لوگ میرے آقا محمد ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں ہماری غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی ہم ایسے معاندین کے ساتھ مل بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

جن ایام میں عیسائی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ ہو رہا تھا ان دنوں گرمی بہت تھی۔ بار بار پانی کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس جگہ ایک کنواں بھی تھا جو عیسائیوں کی تحویل میں تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں عیسائیوں کی گستاخیوں کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سخت گرمی کے باوجود ان کے کنویں سے پانی پینا پسند نہ کرتے تھے بلکہ استعمال کے لئے حسبِ ضرورت پانی ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔ ناموس رسول ﷺ کے لئے دلی محبت اور غیرت کا کیسا ایمان افروز نمونہ ہے۔

(سیرۃ المہدی، حصہ پنجم، صفحہ 198)

عشقِ حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ سچا عاشق اپنے محبوب سے متعلق ہر شے سے محبت کرنے لگتا ہے ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

میری جان اور میرا دل سب میرے محبوب محمد ﷺ پر قربان میری خاک بھی آپؐ کی آل کے کوچہ پر قربان۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدسؑ قادیان میں اپنے باغ میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں کچھ احباب کے ساتھ زمین پر ایک بوریے پر بیٹھا تھا کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: ڈاکٹر صاحبؓ آپ میرے پاس اس چارپائی پر آ کر بیٹھ جائیں کیونکہ آپؑ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ محرم کا مہینہ تھا۔ آپؑ کو کربلا کے المناک واقعہ کی یاد آئی۔ اپنے محبوب کی اور آپ کے جگر گوشوں کی محبت نے جوش مارا۔ آپ نے اپنے دو چھوٹے بچوں کو قریب بلایا۔ اور فرمایا آؤ بچو میں تمہیں محرم کی کہانی سناتا ہوں۔

(باقی صفحہ 35)

دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

’’جب یہ فرمایا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ تو اس ضمن میں پہلی بات جو تبلیغ کی حکمتِ عملی کے طور پر بیان فرمائی گئی وہ ہے بِالْحِکْمَۃ اور پھر فرمایا وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ۔ موعظہ حسنہ یعنی اچھی بات جس کی طرف بلانا مقصود ہے، اس کو بعد میں رکھا اور بِالْحِکْمَۃِ کو پہلے رکھ دیا۔ پھر آخر پر فرمایا وَجَادِلْھُمْ۔ اب ان سے تم مقابلہ کرو، مجادلہ کرو، یعنی بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ایسے رنگ میں مجادلہ کرو جو نہایت ہی حسین ہو بلکہ تمام حسنوں سے بڑھ کر حسین ہو۔

بِالْحِکْمَۃِ میں حکمتوں کا ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے۔ ایک چھوٹے سے لفظ کے اندر مسلمان کو تبلیغ کے ایک بنیادی اصول کی طرف توجہ دلادی ہے۔ ہر شخص کی حکمت الگ ہوتی ہے، ہر ماحول کی حکمت الگ ہوتی ہے، ہر وقت کی حکمت الگ ہوتی ہے، ہر قوم کی حکمت الگ ہوتی ہے۔ ...

☆ حکمت سے بلانا، جبر سے بلانے کے بالکل برعکس ہے۔ حکمت سے بلانے کی ایک مثال یہ ہے کہ کوئی بچہ دیوار کے کنارہ پر پہنچا ہوا اور گرنے والا ہو، اگر آپ اس کو بلند آواز سے بھی بلائیں گے تو خطرہ ہے کہ دوسری طرف جا پڑے۔ ...

☆ پس حکمت کے تقاضے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سب سے پہلے ہمیں تاریخ پر نظر ڈالنی چاہئے اور تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس دشمنی کا علاج اپنی بڑھی ہوئی محبت اور حد سے زیادہ تلطف سے ہم دیں گے تب ہماری بات مانی جائے گی ورنہ نہیں مانی جائے گی۔

☆ حکمت کا دوسرا تقاضہ جسے عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ ہے موقع اور محل کے مطابق بات کرنا۔ ہر بات اپنے موقع پر اچھی لگتی ہے ایک آدمی کو اپنے کام میں جلدی ہے یا خیالات میں افراتفری ہے اور آپ اس کو پیغام دینا شروع کر دیں تو یہ بات موقع اور محل کے مطابق نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی اتنا کمزور ہے کہ وہ سوسائٹی سے ڈرتا ہے۔ اگر آپ مجلس میں جا کر اس طرح اس سے گلے ملیں گویا وہ آدھا احمدی ہو چکا ہے یا آدھے سے زیادہ احمدی ہو چکا ہے تو اس طرح آپ اس کو بِدکا دیں گے۔ یہ بھی حکمت کے خلاف ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 25 فروری 1983ء بحوالہ خطباتِ طاہرؒ، جلد دوم، صفحہ 112-114)

(شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا)

ایک تاریخی تراشہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفر لاہور 1892ء کے متعلق پیسہ اخبار لاہور کا ایک تاریخی نوٹ

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لاہور میں

مرزا صاحب دو ہفتے سے لاہور میں تشریف رکھتے تھے اور لاہور کی خاص وعام طبائع کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے کہ کسی وجہ سے سیالکوٹ کو چلے گئے ہیں۔ ہر شخص، گھر میں، دوکان پر، بازار میں، دفتر میں مرزا صاحب اور ان کے دعوے مماثلت مسیح کا ذکر کرتا ہے۔ آج تک اخبارات نے کالم کے کالم اور ورقوں کے ورقے مرزا صاحب کے حالات اور عقائد کی تردید یا تائید میں لکھ ڈالے ہیں مگر ہم نے عمداً اس بحث کو نہیں چھیڑا جس کی بڑی وجہ یہ ہے پیسہ اخبار کوئی مذہبی اخبار نہیں مگر اب چونکہ معاملہ عام انٹرسٹ کا ہوگیا ہے اور کئی صاحبوں نے پیسہ اخبار کی رائے مرزا صاحب کے عقائد اور عام حالات کی نسبت دریافت کی ہے۔ اس لئے ہم مختصر طور پر ایک دو باتیں ظاہر کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کے حق میں جو کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے ہم کو اِس سے سخت افسوس ہوا ہے، کوئی مسلمان زنا کرے، چوری کرے، الحاد کا قائل ہو، شراب پیئے اور کوئی کبیرہ گناہ کرے کبھی علمائے اسلام اس کی تکفیر پر آمادہ نہیں سنے گئے، مگر ایک با خدا مولوی کو جو قال اللہ اور قال الرسول کی تابعداری کرتا ہے بعض جزوی اختلافات کی وجہ سے کافر گردانا جاتا ہے۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر از پس امروز بود فردائے

(ترجمہ: اگر مسلمانی یہی ہے جو کہ واعظ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اگر آج کے بعد کل بھی یہی مسلمانی رہی تو افسوس ہے۔ ناقل)

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر شخص مرزا صاحب کی ہر ایک بات کو تسلیم کرے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مولوی صاحبان اپنی اس لیاقت اور ہمت کو غیر مسلموں کے مقابلے میں صرف کریں جو اب مرزا صاحب کے مقابلے میں صرف ہو رہی ہے۔

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند
سعدی از دستِ خویشتن فریاد

(ترجمہ: ہر کوئی دوسروں کے ہاتھ کے متعلق شکایت کر رہا ہے مگر سعدی اپنے ہی ہاتھ سے فریاد کر رہا ہے یعنی جو بھی مصیبت ہے اپنے ہی کاموں کا نتیجہ ہے۔ ناقل)

اہلِ اسلام مطمئن رہیں کہ مرزا صاحب اسلام کو کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور یہ بات ہمارے عقیدے کے مطابق ان کے اختیار سے بھی باہر ہے۔ اگر اہلِ ہنود خصوصاً آریہ لوگ اور عیسائی لوگ مرزا صاحب کی مخالفت میں زور و شور سے کھڑے ہو جاتے تو ایسا بیجا نہیں تھا، مرزا صاحب کی تمام کوششیں آریا اور عیسائیوں کی مخالفت میں اور مسلمانوں کی تائید میں صرف ہوئی ہیں جیسا کہ ان کی مشہور تصنیفات براہین احمدیہ، سرمۂ چشم آریا اور بعد کے رسائل سے واضح ہیں۔ ہم اِس کے سوائے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ اس قدر لکھ دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ ہم ہرگز مرزا صاحب کے معتقدوں میں سے نہیں۔

(پیسہ اخبار لاہور 22 فروری 1892ء، صفحہ 6، کالم 2،3)

مرسلہ: مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب،
پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

سن! کہ ہر طرف ہی مہدیٔ کا پھریرا ہوگا

مکرم پروفیسر سعید احمد کوکب صاحب، ونڈسر

تم نہ ہوگے ، نہ تمہاری یہ سیاست ہوگی
سارا عالم ہی تو اللہ کی ریاست ہوگی

دخل اندازی کرو اُس کی خدائی میں اگر
تم کو ہرگز نہ کبھی اِس کی اجازت ہوگی

نور ہی نور ہی ہر سمت میں پھیلا ہوگا
پھر نہ دھرتی پہ کہیں تیری نجاست ہوگی

اور پھر شمس کی مانند ضیا پاشی ہو
اور ہوگی تو فقط اس کی تمازت ہوگی

وہی انصاف کرے گا ، جو کہ عادل ٹھہرا
پھر تو ہرگز نہ کہیں تیری عدالت ہوگی

ہوگا انصاف تو پھر حق نہ ادا ہو جس کا
اور انصاف میں ہرگز نہ طوالت ہوگی

تونے سیاست میں ہے مذہب کا لبادہ اوڑھا
اپنے اِس فعل پہ پھر تم کو خجالت ہوگی

تونے ہرگام پہ چاہا تھا کہ رستہ روکے
اپنے اِس فعل پہ پھر تم کو ندامت ہوگی

تونے ایذا کے جو منصوبے بنا رکھے تھے
پھر وہ کاوش بھی تیری ساری اکارت ہوگی

جو خدا کے ہیں وہ آزاد پھریں گے سارے
اور ہوگی تو فقط تیری اسارت ہوگی

نہ کوئی ہاتھ ترا تھامنے والا ہوگا
اور پھر ختم تیری مجھ سے عداوت ہوگی

سن! کہ ہر طرف ہی مہدیٔ کا پھریرا ہوگا
اور کس شان سے پوری وہ بشارت ہوگی

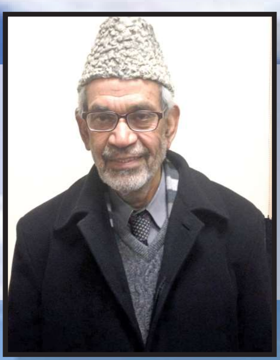

سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان مضمون

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال — سیف کا کام قلم سے ہی دِکھایا ہم نے

مکرم عبدالمتین خاں صاحب، بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو

یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر 1896ء میں لکھا اور پہلے رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب میں من وعن شائع ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی کے عنوان کے ماتحت اِس کے کئی کتابی ایڈیشن اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اِس کا ترجمہ یورپ کی متعدد زبانوں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

اِس مضمون کے لکھنے کا موجب لیڈر سوامی سادھو شوگن چندر صاحب تھے۔ وہ تین چار سال ہندوؤں کی کائستھ قوم کی اصلاح و خدمات کا کام بھی کرتے رہے۔ 1892ء میں انہوں نے اجمیر میں ایک مذہبی کانفرنس کروائی۔ اِس کے بعد انہوں نے دسمبر 1896ء میں دوسری مذہبی کانفرنس کے لئے لاہور کی فضا کو موزوں سمجھ کر یہاں اس کی تیاری میں لگ گئے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، مؤلفہ دوست محمد شاہدؔ، ادارۃ المصنفین ربوہ، جلد2، صفحہ 375)

سوامی صاحب نے اس کانفرنس کو عملی جامہ پہنانے اور جلسہ کے وسیع پیارے پر انتظامات کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس کے پریذیڈنٹ ماسٹر درگا پرشاد اور چیف سیکرٹری ہائی کورٹ لاہور کے ایک ہندو پلیڈر لالہ دھنپت رائے بی۔اے ایل ایل۔بی تھے۔

کمیٹی نے جلسہ کے لئے پانچ سوالات تجویز کئے:

اول: انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں؟

دوم: انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ؟

سوم: دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہوسکتی ہے؟

چہارم: کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا و عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟

پنجم: علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

کانفرنس کے لئے 26، 27 اور 28 دسمبر 1896ء کی تاریخیں قرار پائیں۔... جلسہ کی کاروائی کے لے مندرجہ ذیل چھ ماڈریٹر صاحبان نامزد کئے گئے:

نمبر1۔ رائے بہادر بابو پرتول چند صاحب جج چیف کورٹ پنجاب

نمبر2۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور

نمبر3۔ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب کول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں

نمبر4۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی

نمبر5۔ رائے بھوانی داس صاحب ایم۔اے اکسٹرا سیٹلمنٹ آفیسر جہلم

نمبر 6۔ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکریٹری خالصہ کمیٹی لاہور

سوامی شوگن چندر صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جلسہ کا اشتہار دیتے ہوئے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ ان کے نامی علماء ضرور اس جلسہ میں اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔

چنانچہ انہوں نے لکھا:

اس وقت یہ بندہ کل صاحبان مذہب کی خدمت میں جو اپنے اپنے مذہب کے اعلیٰ درجہ کے واعظ اور بنی نوع کی ہمدردی کے لئے سرگرم ہیں ادب و انکسار سے گذارش کرتا ہے کہ جلسہ اعظم مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے۔ جس کی تاریخیں 26، 27 اور 28 دسمبر 1896ء مقرر ہو چکی ہیں۔ اِس جلسہ کے اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہو کر اس کی محبت دلوں میں بیٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ مبارک موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اس کو قبول کرلیں۔ ...

اور آج کل مذاہب کے جھگڑوں سے دِلوں میں بہت کچھ ابال اٹھا ہوا ہے۔ ہر ایک طالب حق سچے مذہب کی تلاش میں ہے۔ ...

یہی احسن طریق معلوم ہوتا ہے کہ تمام بزرگانِ مذہب جو وعظ ونصیحت اپنا شیوہ رکھتے ہیں ایک مقام میں جمع ہوں اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں سوالات مشتہرہ کی پابندی سے بیان فرمائیں۔ ...

پبلک کو اِس اشتہار کے بعد ایک یہ فائدہ بھی حاصل ہوگا کہ اِن تمام قوموں میں سے کسی قوم کو درحقیقت اپنے خدا کی عزت اور قسم کا پاس ہے اور اگر اس کے بعد صاحبوں نے پہلوتہی کیا تو بلاشبہ ان کا پہلوتہی کرنا اپنے مذہب کی سچائی سے انکار کرنا ہے۔

(المشتہر۔ شوگن المعروف سوامی شوگر چند دھرم مہوتسو اوپدیشک لاہور)

(تاریخ احمدیت، جلد2، صفحہ 375-379)

سوامی شوگن چند صاحب کی قادیان میں آمد

سوامی شوگن چند صاحب جلسہ کا اشتہار دینے سے پہلے قادیان بھی آئے تھے اور حضرت اقدسؑ سے عرض کیا تھا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں آپؑ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں سے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اِس جلسہ میں پڑھا جائے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی بیماری کے باعث عذر کیا لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ آپؑ ضرور لکھیں۔ ...

آپؑ نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ آپؑ کو ایسے مضمون کا القاء کرے جو اِس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ آپؑ نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت آپؑ کے اندر پھونک دی گئی اور آپؑ نے آسمانی قوت کی ایک زبردست جنبش اپنے اندر محسوس کی۔ ...

آپؑ نے ناسازئ طبع کے باعث لیٹے لیٹے ہی قلم برداشتہ مضمون لکھنا شروع کیا۔ آپؑ ایسی تیزی اور جلدی سے لکھتے تھے کہ نقل کرنے والوں کے لئے مشکل ہوگیا کہ اِس قدر جلدی سے اس کی نقل کرسکیں۔ جب حضورؑ مضمون لکھ چکے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ”مضمون بالا رہا“۔

(تاریخ احمدیت، جلد2، صفحہ 379-380)

ایک اشتہار کی اشاعت

یہ الٰہی خوشخبری پاتے ہی آپؑ نے 21 دسمبر 1896ء کو ایک اشتہار لکھا جس کا عنوان تھا ’’**سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری**‘‘ اس اشتہار میں آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں 26، 27 اور 28 دسمبر 1896ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آ جائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف وگزاف کے داغ سے منزہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اِس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گے کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے ... اس محل سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا۔ اللّٰہ اکبر خربت خیبر۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں۔ جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا تعالیٰ کی جگہ دی گئی یا خدا کے صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا گیا ہے۔ سو مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتُ۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے اِن معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل و ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ 21 دسمبر 1896ء۔

حضرت اقدسؑ کا یہ اشتہار بڑی کثرت سے شائع ہوا اور ہندوستان کے دور دراز مقامات تک پھیلا دیا گیا۔

(تاریخ احمدیت، جلد2، صفحہ 382)

آپؑ نے اپنا مضمون جلسہ میں پڑھنے کے لئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے سپرد کیا۔

جلسہ کی کارروائی

بہرحال 26 دسمبر 1896ء ٹھیک دس بجے انجمن حمایتِ اسلام کے ہائی اسکول واقع شیرانوالہ کے وسیع احاطہ میں جلسہ شروع ہوا۔ حضرت اقدسؑ کا مضمون دوسرے دن ڈیڑھ بجے کی دوسری نشست میں پڑھا جانا تھا...

مگر مخالفت کے باوجود دلوں میں ایسی تحریک پیدا ہوگئی کہ پہلی نشست میں بیٹھنے والے بھی اپنی اپنی جگہ پر جمے رہے اور ہزاروں سامعین چاروں طرف سے امڈ پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کارروائی سے قبل ہی جلسہ کا پنڈال کھچا کھچ بھر گیا اور سینکڑوں اشخاص جن میں ملک کے بڑے بڑے سربرآوردہ، رؤسا، ڈاکٹر اور وکلاء شامل تھے کھڑے ہونے پر مجبور ہو گئے۔ آخر حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ جیسے فصیح اللسان نے اپنی دلکش و دلنشین آواز سے حضرت اقدسؑ کا مضمون پڑھنا شروع کیا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا تائید روح القدس سے لکھا ہوا مضمون اور مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی شیریں زبانی نے ہزاروں کے اِس تاریخی اجتماع پر کیف وسرور کا وہ عالم طاری کر دیا کہ فلک نے آج تک سرزمین ہند میں کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ایسا نظر آتا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے ہیں۔ اور ایک دستِ غیب اپنی مقناطیسی جذب وکشش سے ہر دل کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا تھا۔ دل و دماغ اس آسمانی مائدہ سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ یکایک مضمون کا مقررہ وقت ختم ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے اعلان کیا کہ میں اپنا وقت بھی حضرت اقدسؑ کے مضمون کے لئے دیتا ہوں۔ اِس اعلان نے مجمع میں خوشی اور مسرت کی برقی لہر دوڑا دی اور پنڈال تالیوں سے گونج اٹھا اور پھر علم و حکمت کے موتی لٹنے لگے۔ مضمون ابھی باقی تھا کہ وقت پھر ختم ہو گیا۔ اب کی دفعہ چاروں طرف سے شور برپا ہوا کہ جلسہ کی کارروائی اس وقت تک ختم نہ کی جائے جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو لے اور جلسہ کے منتظمین کو یہی کرنا پڑا۔ سامعین نے یہ سن کر پھر تالیوں کے ذریعہ سے اپنی مسرت ظاہر کی اور مضمون نہایت ذوق وشوق اور یکساں دلچسپی سے شام کے ساڑھے پانچ بجے تک مسلسل چار گھنٹے تک جاری رہا۔ سامعین کی بے خودی اور محویت یہاں تک بڑھی کہ انہوں نے یہی سمجھ لیا کہ پانچوں سوالات کے جوابات پڑھ دئے گئے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ نے بلند آواز سے فرمایا کہ حضرات جو کچھ آپ نے سنا ہے یہ صرف پہلے سوال کا جواب ہے۔ چار سوالوں کے جوابات ابھی باقی ہیں۔ مولانا کا یہ کہنا تھا کہ سامعین نے یک زبان ہو کر بڑے زور شور سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ جب چار سوالوں کے جواب ابھی باقی ہیں تو جلسہ کے لئے ایک اور دن کیوں نہ بڑھا دیا جائے۔ یہ زبردست مطالبہ چاروں طرف سے اتنی شدت سے بلند ہوا کہ منتظمین جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ سامعین کی خاطر جلسہ کے لئے ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

اس اعلان پر پبلک نے جس جوش وخروش سے اظہارِ شادمانی کیا وہ دیکھنے کی چیز تھی الفاظ اس کا نقشہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔‘‘ (تاریخ احمدیت۔ حصہ دوم، صفحہ 382-384)

جلسہ کے منتظمین کا بیان

پنڈٹ گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع میدان جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان

پر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب وملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤسا عمائد پنجاب، علما وفضلا، بیرسٹر وکیل، پروفیسر، ایکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ ان لوگوں کے اس طرح جمع ہونے اور نہایت صبر وتحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ گھنٹے اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریکِ جلسہ نہ تھے لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو مضمون پڑھنے کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ (تاریخ احمدیت، جلد2، صفحہ 384۔385)

عظیم الشان پیش گوئی کی صداقت کا نشان

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے بارے میں بعض اخبارات کی آراء حسب ذیل ہیں۔

☆ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے لکھا:

اِس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت وحفاظت میں ماہر کامل ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دور ونزدیک سے مختلف فرقوں کا ایک جم غفیر امڈ آیا تھا۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم صاحب فصیح سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ 27 تاریخ کو یہ لیکچر تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اس کو سنا لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی حصہ بھی سنا دوں گا۔ اس لئے مجلس انتظامیہ اور صدر نے یہ تجویز منظور کر لی کہ 29 دسمبر کا دن بڑھا دیا جائے۔

(اردو ترجمہ از تاریخ احمدیت۔ جلد دوم، صفحہ 390)

☆ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی نے لکھا:

اِن لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روحِ رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔ 27 دسمبر کو قریباً چار گھنٹے اور 29 دسمبر کو دو گھنٹے تک ہوتا رہا۔ کل چھ گھنٹے میں یہ لیکچر تمام ہوا۔ جو حجم سو صفحے کلاں تک ہوگا۔

غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاظرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئندہ لیکچر نہیں سنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دئے تھے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے۔۔۔۔

ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کے مناسب تھا) قران شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعاتِ اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔۔۔۔

پھر آپ لکھتے ہیں:

کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کے مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا۔ اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ ...

مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ آ کر گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اٹھ جاتے۔

(اخبار چودھویں صدی راولپنڈی بمطابق یکم فروری 1897ء، صفحہ 4، کالم 1-2 بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد دوئم، صفحہ 390-392)

☆ اخبار جنرل وگوہر آصفی کلکتہ نے 24 جنوری 1897ء کی اشاعت میں صفحہ 2 پر "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور "فتح اسلام" کے دوہرے عنوان سے لکھا:

جہاں تک ہم نے دریافت کیا ہے ہر ایک طالب حق کو اس جلسہ کی حالت معلوم کرنے کے لئے بڑا ہی شائق پایا ہے۔ ...

اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کے لئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدنظر رکھ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا۔ ...

پھر آگے لکھتے ہیں۔

اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب کے روبرو ذلت وندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اٹھے یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ جو انتخاب تیر بہدف کی طرح روز روشن میں ٹھیک نکلا۔ اب اس کی مخالفت میں دم زدن کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے فخر و ناز کا موجب ہے، اس لئے اسی میں اسلامی شوکت ہے اور اسی میں اسلامی عظمت اور حق بھی یہی ہے۔ (تاریخ احمدیت۔ جلد دوئم، صفحہ 396-397)

اس مضمون پر بڑے بڑے فلاسفروں اور غیر ملکی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹروں نے بھی نہایت عمدہ ریویو لکھے۔

1۔ برسٹل ٹائمز اینڈ مرر نے لکھا:

یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ وامریکہ کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔

2۔ سپریچوئل جرنل بوسٹن نے لکھا:

یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے ایک خالص بشارت ہے۔

3۔ تھیوسوفیکل بک نوٹس نے لکھا:

یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے۔

4۔ انڈین ریویو نے لکھا:

اس کتاب کے خیالات روشن، جامعہ اور حکمت سے پر ہیں اور پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 398)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معرکہ الآراء تصنیف حقیقۃ الوحی میں الٰہی نشانات کا ذکر کرتے ہوئے ۳۲۱ ویں نشان میں تحریر فرماتے ہیں:

(باقی صفحہ 35)

ایک مختصر علمی و تحقیقی مقالہ

اسلام کی نظر میں حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کا مقام

مکرم مولانا انیس احمد ندیم صاحب، مبلغ انچارج و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جاپان

8 دسمبر کا دن بدھ مت کے پیروکار یوم بودھی کے طور پر مناتے ہیں یعنی وہ دن جب حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کو عرفان نصیب ہوا اور انہوں نے اپنے مشن کا آغاز کیا۔

گزشتہ سال اُس روز Tainan کے ایک بدھ مت معبد Rissho Koseikai Tainan کی طرف سے مکرم مولانا صاحب موصوف کو اس دن کی مناسبت سے اسلام اور گوتم بدھ کے موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔

مکرم مولانا صاحب نے تقریر کے بعد اس معبد میں اذان دے کر نماز ادا کی اور اپنے معروضات کے علاوہ اذان کے ذریعہ بھی حاضرین کو یہ بات باور کروانے کی کوشش کی خدا تعالیٰ کی توحید اور بڑائی کا عرفان ہی وہ گیان تھا جو حضرت گوتم بدھ کو نصیب ہوا۔

اس کانفرنس کے موقع پر جو علمی اور تحقیقی مقالہ آپ نے پیش کیا وہ قارئین احمدیہ گزٹ کی خدمت میں افادۂ علم کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

عہدِ عتیق کے برگزیدہ درویشوں اور اولیاء میں ایک اہم نام حضرت بدھ کا ہے۔ پیدائش کے وقت آپ کا نام سدھارتھ رکھا گیا جب کہ گوتم آپ کا خاندانی نام ہے۔ جب آپ کو عرفانِ الٰہی نصیب ہوا تو اس کے بعد آپ کا نام بدھ پڑ گیا۔ بدھ کا مطلب ہے دانا، عقلمند و بینا۔ آپ چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندوستان کی ایک ریاست کپل وستو میں پیدا ہوئے جو کہ موجودہ نیپال میں واقع ہے۔ آپ کے والد اس چھوٹی سی ریاست کے راجہ تھے گویا آپ ایک آسودۂ حال گھرانے کے شہزادے تھے۔

حضرت بدھ کو نصیب ہونے والا گیان

روایات کے مطابق حضرت گوتم بدھ عین عالم جوانی میں اپنے گھر بار اور خواہشات کو خیر باد کہہ کر حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ پھر برسوں اسی تپسیا اور ریاضت میں بسر کئے لیکن کسی پل سکون اور قرار نصیب نہ ہوا۔

ایک دن آپ املی کے ایک درخت تلے مراقبہ کے انداز میں بیٹھے تھے کہ آپ نے دل میں روشنی اور اطمینان سا محسوس کیا۔ گویا آپ کو اپنے سب سوالوں کا جواب مل گیا ہو۔ یعنی آپ کو یہ گیان اور عرفان نصیب ہو گیا کہ محض تپسیا اور چلہ کشی نہیں بلکہ نیک اور پاکیزہ زندگی، میانہ روی اور دوسروں پر رحم ہی وہ عرفان ہے جس سے محبوب حقیقی کو پایا جاسکتا ہے۔ پس یہ وہ نور اور گیان تھا جو حضرت بدھ کو عطا کیا گیا۔ گویا یہ خدا تعالیٰ کی پاک تجلّی تھی جس نے حضرت گوتم بدھ کے دل کو عرفان اور نور سے بھر دیا۔

حضرت گوتم بدھ ہستی باری تعالیٰ تھا

اب سدھارتھ گوتم نے بدھ یعنی عارف کا لقب اختیار کر لیا، آپ گوشۂ تنہائی سے نکلے اور دنیا کی تعلیم و تلقین کی غرض سے دیس بدیس پھرنا شروع کیا۔ پہلے بنارس پہنچے۔ پھر راج گڑھ گئے۔ پھر کپل وستو میں تشریف لائے جہاں آپ کے بوڑھے باپ راجا تھے۔ وطن سے رخصت ہوتے وقت آپ شہزادہ تھے، اب جو واپس تشریف لائے تو سادہ لباس، ہاتھ میں کاسۂ گدائی، یعنی ایک درویشانہ روپ میں تھے۔ برہمنوں کو تبلیغ کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کی اس مہم کے ساتھ جب آپ کوشالہ نامی علاقہ کا دورہ کر رہے تھے تو Manasakta نامی گاؤں میں مقامی برہمنوں کے ساتھ ہونے والا مکالمہ جو Tev igga Suttana میں مرقوم ہے، اس میں جا بجا یہ شہادتیں نظر آتی ہیں کہ آپ ناستک نہیں بلکہ آستک تھے اور خدا کے وجود کے اقراری تھے۔ بدھ مت کی جن روایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حضرت گوتم بدھ ناستک تھے دراصل وہ برہمنوں کے مروجہ عقائد کی تردید تھی۔ نیز محققین نے تحقیق کے لئے جو روش اختیار کی اس نے بھی اس غلط فہمی کو جنم دیا۔

بدھ مت کو ملحدانہ مذہب خیال کرنے کی غلط فہمی

”اٹھارویں اور انیسوی صدی کے مغربی محققین بدھ مت کے بارہ میں یہ عام غلط فہمی پھیلانے کے ذمہ دار ہیں کہ یہ ایک ملحدانہ مذہب ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی معلومات کی بنیاد زیادہ تر بدھ علماء کے پالی زبان سے کئے گئے تراجم پر تھی جن کے متعصّبانہ اور ملحدانہ خیالات نے ان تراجم کو متاثر کیا۔ ان مغربی محققین میں سے کم ہی پالی زبان کو سمجھتے تھے جو بدھ کی بنیادی تعلیم کا ماخذ تھی۔“

(الہام، عقل اور سچائی از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، صفحہ 118)

حضرت گوتم بدھ کے خدا تعالیٰ پر ایمان کے حق میں اٹھنے والی تنہا آواز

”مغربی مفکرین کے اس عمومی رجحان کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (1835-1908) نے تنہا آواز بلند کی اور ایک بالکل مختلف نظریہ پیش کیا۔ آپؑ نے دعویٰ کیا کہ مہاتما بدھ وجود باری پر ایمان رکھتے تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ آپؑ نے ثابت کیا کہ باقی انبیاء کی طرح حضرت بدھ بھی فرشتوں، جنت دوزخ، قیامت کے دن اور شیطان کے وجود پر ایمان رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ الزام کہ حضرت بدھ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے، سراسر اختراع ہے۔ حضرت بدھ نے دراصل ویدانتا (وہ مذہبی عقائد اور اصول جو ہندوؤں کی مقدس کتب ویدوں میں موجود ہیں) کی نفی کی تھی اور ہندومت کے خدا کے جسمانی شکل میں ظہور کے عقیدہ کو رد کیا تھا۔ حضرت بدھ نے برہمنوں پر سخت تنقید کی جنہوں نے اپنی غلط تشریحات سے ہندو مت کی الہامی تعلیمات کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔“

(الہام، عقل اور سچائی از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، صفحہ 118)

دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا پیغام عام ہونا شروع ہو گیا اور ساکیہ قوم کے بعد بہار اور آگرہ کے باشندے بدھ مت کی تعلیم سے آشنا ہوئے۔ اور آج بدھ مت دنیا کا چوتھا بڑا مذہب ہے۔ اور ایشیاء کے اکثر ممالک میں اسی کا راج ہے نیز حضرت گوتم بدھ کو ’نورِ ایشیاء‘ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

پس حضرت گوتم بدھ کو جو قبولیتِ عام نصیب ہوئی اسی میں یہ راز اور سر پنہاں ہے کہ آپ ایک درویش صفت ولی اللہ ہونے کے

ساتھ ساتھ ان صفات سے متصف تھے جو انبیاء اور مامورین خدا کا خاصہ ہیں ۔ امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

کروڑہا بندگانِ خدا میں مقبولیت آپ کی صداقت کی دلیل

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت جاگزیں ہوگئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گزر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن، جلد 23 صفحہ 452-453)

حضرت بدھ کو حاصل ہونے والا گیان

عبادات، ریاضتوں اور جاں گسل مجاہدہ کے بعد حضرت گوتم بدھ کو جو گیان نصیب ہوا دراصل یہ خداوند کی تجلی اور حق کی شناخت تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو نصیب ہوئی، بدھ مت کے مروجہ عقائد کے مطابق اس موقع پر آپ پر درج ذیل چار صداقتیں آشکار ہوئیں:

1۔ معاشرہ میں ہر طرف دکھ کا بسیرا ہے۔
2۔ یہ دکھ اور تکلیف خواہشات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔
3۔ خواہشات کو جس قدر دبایا اور کچلا جائے اسی قدر دکھ اور تکلیف سے بچا جاسکتا ہے۔
4۔ عمل اور کردار کے ہشت پہلو راستہ پر عمل کر کے نروان یعنی نجات نصیب ہوسکتی ہے۔

نروان یا نجات کے حصول کا راستہ

بدھ مت کے فلسفہ کے مطابق نروان یا نجات درج ذیل آٹھ درست راستوں سے نصیب ہوسکتی ہے۔

1۔ درست فہم وادراک
2۔ درست فکر وخیال
3۔ درست گفتار
4۔ درست عمل
5۔ درست ذریعہ معاش
6۔ درست جدوجہد
7۔ درست چستی و بیداری
8۔ درست توجہ اور دھیان

حضرت بدھ کو حاصل ہونے والا عرفان میانہ روی کا راستہ تھا

برسہا برس کے مجاہدہ اور جاں گسل ریاضت کے بعد دراصل حضرت گوتم بدھ کو یہ عرفان نصیب ہوا کہ نجات میانہ روی سے وابستہ ہے۔ چنانچہ گیان نصیب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں جو تری پٹک کی کتاب Mahav agga میں The First Sermon کے نام سے درج ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

"By avoiding these two extremes, monks the Tathagata has gained the knowledge of the middle path which leads to insight,calm, to knowledge to sambodhi, to Nibbana."

پس یہ خوبصورت اور متوازن تعلیم اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حضرت گوتم بدھ خدا تعالیٰ سے ہدایت یافتہ پاک اور مصفّیٰ وجود تھے۔ آپ کی عطا فرمودہ تعلیم کا بنظرِ غور مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ انبیاء کے حاصل شدہ اوصاف سے متصف تھے اور آپ کے عقائد انہی بنیادوں پر استوار ہیں جو انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم میں ہی نظر آسکتے ہیں۔ امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے اور یہ الزام کہ بدھ خدا کا منکر ہے محض افترا ہے بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے۔ ہاں وہ وید پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی محرف ومبدل کتاب خیال کرتا ہے۔"

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 90)

اب رہا یہ سوال کہ اگر آپ دیگر انبیاء کی طرح پیغمبرانہ اوصاف رکھتے تھے تو آپ کا ذکرِ خیر قرآن کریم میں کیوں نہیں ہوا۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ:

کیا حضرت بدھ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایسے انبیاء بھی ہیں جن کے بارہ میں ہم کچھ بیان نہیں کر رہے (بحوالہ سورۃ النساء آیت 165) نیز ایک عام اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف ہادی بھیجے ہیں۔ (بحوالہ سورۃ الرعد آیت 8) نیز ایک اور موقع پر فرمایا کہ ہر امت میں رسول آئے۔ (بحوالہ سورۃ یونس آیت 48)

پس قرآن کریم کے اس اصولی بیانیہ کی روشنی میں اس سوال کا جواب نہایت آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم ایک آفاقی تعلیم بیان کرتا ہے اور یہ اصول اختیار فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ملک وقوم کو اپنے فیض اور ہدایت سے محروم نہیں رکھا۔

حضرت گوتم بدھ کو پیغمبر ماننے والے مسلمان مشاہیر

بعض محققین امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت ذوالکفل اور حضرت گوتم بدھ علیہم السلام کو ایک ہی وجود قرار دیتے ہیں۔ قرآن کریم حضرت ذوالکفل کا ذکر کرتے ہوئے انہیں صابرین اور اخیار میں قرار دیتا ہے۔ اس امکان پر اظہار خیال کرنے والے محققین کی رائے ہے کہ حضرت ذوالکفل سے گوتم بدھ بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ آپ ریاست کپل کے رہنے والے تھے اور 'ذ' عربی زبان میں والا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں چونکہ 'پ' کا لفظ نہیں لہٰذا 'کپل' سے کفل بن گیا۔

مشہور مسلمان سیرت نگار اور مورخ سید سلیمان ندوی کا خیال ہے کہ:

قرآن مجید کی آیت وان من امة خلا فیھانذیر کو پیش نظر رکھ کر مہاتما گوتم بدھ کا نظریہ ایک حد تک مانوس ہو جاتا ہے۔

(المعارف۔ ایڈیٹر سید سلیمان ندوی بابت ماہ جنوری 1922ء)

اسی طرح مولوی حشمت اللہ خان لکھنوی نے تاریخ جموں سے متعلق ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ سکیا منی (بدھ) ہندوستان کے انبیاء میں سے تھا۔

(تاریخ جموں وریاست مفتوحہ گلاب سنگھ۔ حصہ سوم، صفحہ 258)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال حضرت گوتم بدھ کے بارہ میں منظوم کلام

میں فرماتے ہیں:

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی

آہ بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا

شمع حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی

آہ شودر کے لئے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفل اغیار میں

اسی طرح ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی تصنیف جاوید نامہ میں جب اقبال اور رومی فلکِ قمر پر پہنچتے ہیں تو وہاں انہیں حضرت گوتم بدھ، حضرت زرتشت، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اس تخیلاتی مکالمہ میں حضرت گوتم بدھ کے ذریعہ ایک رقاصہ کے توبہ کرنے کی تمثیل بیان ہوئی۔

حضرت گوتم بدھ کا لایا ہوا دین آج ہندوستان سے لے کر جاپان تک کے وسیع خطۂ ارض میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کو 'نورِ ایشیاء' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، درویش اور ولی تھے اور انہی صفات سے متصف تھے جو انبیاء اور اصفیاء کا خاصہ ہیں۔

گوکہ بدھ مت کے موجودہ عقائد خدا کے وجود سے برگشتہ دکھائی دیتے ہیں لیکن حضرت گوتم بدھ کی حیات مبارکہ اور پاکیزہ تعلیم اس بات کی عکاس ہے کہ آپ نے جس حقیقت کو پایا وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ اور محبت ہی تھی۔

مسلمان علماء اور محققین کی ان موہوم سی آوازوں کو ایک نئی جہت اور گونج اس وقت نصیب ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کی برگزیدہ اور پاکیزہ صفات کا ببانگ دہل اعلان کیا گیا اور 'مسیح ہندوستان میں' آپ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت بیان فرمائی۔

آپ کی اقتدا میں خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علمائے سلسلہ احمدیہ نے اس حوالہ سے نہایت قطعی مؤقف اختیا کرتے ہوئے آپ کی شخصیت اور تعلیم کو انقلاب انگیز قرار دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تعلیم کے اثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس تعلیم نے ایک ایسا تغیر پیدا کیا کہ ہندوؤں کی عیاشیاں مٹا ڈالیں اور ان کو تباہی سے بچا لیا۔ جب حضرت بدھ پیدا ہوئے اس وقت دام مارگیوں کا بڑا زور تھا جن کا مذہب یہ ہے کہ ماں بہن سے زنا کرنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ یہ لوگ اب بھی موجود ہیں۔ ...

اس وقت جب ان کا بڑا زور تھا حضرت بدھ نے خواہشات کو مٹانے کی تعلیم دی۔ اس وقت تو اس تعلیم کی کوئی ایسی قدر نہ کی گئی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس تعلیم نے لوگوں کی حالت بدل دی۔''

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے۔ انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 116)

نیز آپؓ فرماتے ہیں:

''دراصل وہ (بدھ) نبی تھا اور خدا تعالیٰ کا قائل تھا۔''

(نجات۔ انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 52)

ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا کہ:

''اس نے خدا تعالیٰ کو پالیا اور اس کا نام بدھ یعنی عقلِ مجسم ہوا۔''

(عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ۔ انوار العلوم، جلد 11، صفحہ 230)

اللہ تعالیٰ حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان لوگوں کو جو حضرت گوتم بدھ کے نام لیوا ہیں لیکن توحید سے دُور ہیں اپنے فضل سے راہ راست پر لائے تا وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے والے بن جائیں اور آپؐ کے عاشقِ صادق مسیح موعود اور مہدئ مسعود جو کہ اپنی ذات میں حضرت گوتم بدھ کی آمدِ ثانی کے بھی مصداق ہیں، اُن کی تصدیق کرنے والے ہو جائیں۔ آمین!

جاپان میں اسلام اور گوتم بدھ کے موضوع پر کانفرنس کی چند جھلکیاں

ابنِ سلطان القلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ اکبر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرت وسوانح

مؤلفہ مکرم مولانا میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ ربوہ

مکرم فرخ سلطان محمود صاحب

نام کتاب: ابنِ سلطان القلم

تالیف: میر انجم پرویز، مربی سلسلہ

سن اشاعت: 2019ء

تعداد: ایک ہزار

ضخامت: 278 صفحات

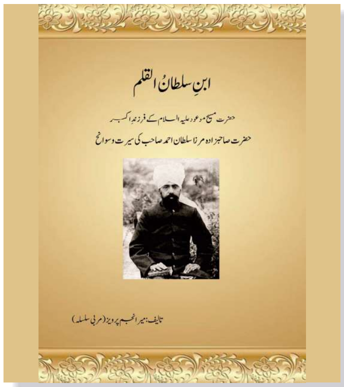

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے فرزندِ ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرت وسوانح پر مشتمل حال ہی میں شائع ہونے والی ایک بہت ہی جامع، مفید اور پُرلطف کتاب احمدیہ لٹریچر میں بلاشبہ ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

یہ کتاب ایک ایسے وجود کی داستانِ حیات ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریتِ مبارکہ میں شامل تھا۔ ان کی زندگی کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت، امتِ مسلمہ کا درد اور خدمتِ انسانیت کا جذبہ آپ نے ورثے میں پایا تھا۔ آپ کی سیرت وسوانح کو جمع کرنے کی فی الواقع بہت ضرورت تھی اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ آپ کا وجود کئی زاویوں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہرِ توثیق ثبت کرنے والا اور حضور علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کے کئی گوشوں کو بے نقاب کرنے والا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کی سیرت کو بیان کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کیونکہ آپ اپنی ذاتی زندگی میں ایک انتہائی کامیاب اور باصلاحیت انسان تھے اور جہاں آپ اپنے عدل، حکمتِ عملی اور انتظامی صلاحیتوں کی بدولت دنیاوی میدان میں شاندار ترقیات کا سفر طے کرتے ہوئے اعلیٰ مناصب پر فائز ہوئے وہاں آپ نے اپنے اخلاق، حسنِ معاملہ اور اعلیٰ اقدار سے عوام وخواص کو اپنا گرویدہ کئے رکھا۔

پھر آپ کی سیرت اور ذکرِ خیر کو زندہ کرنے اور رکھنے کی ضرورت اس لئے بھی تھی کہ آپ اردو زبان وادب کے میدان کے ایسے شہ سوار تھے جن کی گراں قدر تحریرات سے اس دور کے تمام معروف رسائل واخبارات مستفید ہوتے رہے اور قارئین بھی آپ کے سلیس اور اچھوتے اندازِ بیان اور منفرد قوتِ استدلال کے منتظر رہتے۔ آپ کی تحریرات جہاں آپ کی غیر معمولی ذہنی استعداد کی عکاسی کرتی ہیں وہاں سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شاندار اندازِ تحریر کا پرتو بھی ہیں۔ آپ نصف صدی سے زائد عرصے تک افقِ ادب پر چھائے رہے لیکن قبولِ احمدیت کے بعد دنیا نے آپ کو یکسر فراموش کر دیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کی سیرت کے اس پہلو کو بھی طشت از بام کیا جاتا کیونکہ آج بھی اکثر لوگ آپ کی سیرت کے اس پہلو سے ناواقف ہیں۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پرورش مامورِ زمانہ کے زیرِ سایہ ہوئی اور آپ نے حضرت اقدس سے چند کتب سبقاً بھی پڑھیں۔ اسی قوتِ قدسیہ کا اثر تھا کہ آپ کی زندگی نہایت بلند اخلاق سے مزین اور روحانی لذات سے آشنا تھی۔ احمدیت کو باقاعدہ قبول کرنے سے پہلے بھی آپ حضور علیہ السلام کی صداقت اور احمدیت کی حقانیت کے قائل ہو چکے تھے اور حضور کے لئے بے مثال غیرت کا اظہار بھی کرتے تھے اگرچہ آپ کی زندگی کا خوبصورت ترین لمحہ وہ تھا جب آپ نے اپنے برادر خورد (سیدنا حضرت مصلح موعودؓ) کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے ہوئے اپنے عظیم المرتبت والد محترم (سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کی صداقت کا باقاعدہ اقرار کیا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ خبر کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا کو بھی پورا کرنے والے بنے۔ پس یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا ایسا روشن باب ہے جسے مکرم میر انجم پرویز صاحب نے لمبے عرصے کی محنت شاقہ سے مستند حوالوں کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی دل نواز شخصیت اور مدبرانہ فکر ونظر کی نہایت عمدہ تصویر کشی کی گئی ہے۔ آیئے اس کتاب کے مضامین پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی پندرہ سولہ سال کی عمر کے ہی تھے جب آپ کی شادی اپنے ماموں مرزا جمعیت بیگ صاحب کی صاحبزادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہو گئی۔ ان سے آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب 1853ء میں اور صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب 1855 میں پیدا ہوئے۔ مرزا فضل احمد صاحب کا عین جوانی میں انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے اگرچہ باقاعدہ طور پر تو تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن اردو کے علاوہ فارسی میں بھی آپ کی ادیبانہ شان تھی اور عربی کی ادبیات پر بھی عبور حاصل تھا۔ انگریزی زبان سے بھی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے بہت واقف تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بچپن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی چند کتب سبقاً پڑھی تھیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں کتابیں سرہانے رکھ کر سو جایا کرتا تھا، بہت محنتی نہ تھا لیکن سبق سمجھ لیا اور کچھ یاد بھی رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرا آموختہ سنا بھی کرتے تھے اور میں بھول بھی جاتا تھا مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوئے اور نہ کبھی مارا۔

پھر آپ کے دادا محترم مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے آپ کو حضور علیہ السلام سے پڑھنے سے روک دیا کہ کہیں آپ بھی حضور کے رنگ میں رنگین ہو کر صرف دین کے ہو کر نہ رہ جائیں۔ چنانچہ پھر آپ اپنے دادا سے پڑھتے رہے۔

مارچ 1884ء میں صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے تحصیلداری کا امتحان دینا چاہا اور اس موقعے پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے ایک رقعہ لکھ کر بھیجا۔ آپ نے وہ رقعہ پھینک دیا اور فرمایا ہمیشہ دنیاداری ہی کے طالب ہوتے ہیں۔ اسی وقت یہ الہام ہوا: پاس ہو جاوے گا۔ جس شخص کے ہاتھ یہ رقعہ بھیجا گیا تھا اس نے واپس آکر سارا واقعہ محترم صاحبزادہ صاحب کو بتایا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا اور آپ امتحان میں پاس ہو گئے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا امتحان دینے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو دوسرے امیدواروں نے آپ کا خوب مذاق اڑایا کیونکہ ان کے نزدیک صاحبزادہ صاحب کسی ایسے امتحان میں بیٹھنے کے بھی لائق نہیں تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ دل ہی دل میں کہنے لگے کہ میں حضرت والد صاحب کی خدمت میں دعا کی درخواست کر کے آیا ہوں اور آپ نے دعا کا وعدہ بھی کیا ہے، خدا کرے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ انہی خیالات کے ہجوم میں آپ سو گئے تو خواب دیکھا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھا دیا ہے۔ اس خواب کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی کہ میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا اور یہی بات آپ نے صبح امتحان سے قبل ہی تحدی کے ساتھ مذاق اڑانے والوں سے بھی کہہ ڈالی۔ چنانچہ آپ بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کو علم طب پڑھنے کی بطور خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے طب بھی پڑھی تھی لیکن اسے بطور پیشہ اختیار نہیں فرمایا۔ آپ دیوبند میں بھی پڑھتے رہے تھے اور وہیں سے نکل کر سرکاری نوکری بھی کر لی تھی۔ دہلی میں بھی سلسلہ حصولِ تعلیم کے حوالے سے آپ کا قیام رہا۔ ایک موقعے پر آپ نے کہا تھا کہ آپ نے شاہی طریقہ سے تعلیم نہیں پائی بلکہ طالب علمی کی ہے۔ کیونکہ وہ وقت بھی آیا کہ آپ دہلی کی کسی مسجد میں رہتے تھے اور تعلیم پاتے تھے۔ تاہم آپ کو بچپن ہی سے مطالعے اور کتب بینی کا بے حد شوق تھا اور یہ شوق آپ اپنے والد صاحب اور دادا صاحب کے کتابوں کے ذخیرے سے پورا کیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود کو چونکہ دنیاوی اموال اور جائیدادوں سے کوئی غرض نہ تھی اور کاروبار اور جائیداد کے سب انتظامات آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ہاتھ میں تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنی ضروریات کے لئے اپنے تایا کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اور اپنے والد صاحب سے بھی زیادہ تعلق اپنے تایا سے رکھتے تھے۔ وہ بھی آپ کو بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ 9 جولائی 1883ء کو جب وہ لاولد فوت ہو گئے تو ان کی اہلیہ حرمت بی بی صاحبہ نے حضور سے التجا کی کہ مرزا غلام قادر کے حصے کی جائیداد مرزا سلطان احمد کے نام بطور متبنّیٰ کرا دیں۔ حضور نے اپنی بھاوج کی دلداری کی خاطر نصف جائیداد مرزا سلطان احمد صاحب کے نام کرا دی اور اپنے نام نہیں کرائی۔ حالانکہ قانون کے مطابق وہ ساری جائیداد آپ کے نام منتقل ہو جانی تھی۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پہلی شادی نومبر 1884 میں اسی دن ہوئی تھی جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دوسری اہلیہ یعنی حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو دلی سے بیاہ کر قادیان لائے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کی پہلی بیوی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں۔ ان سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب پیدا ہوئے۔ پھر پہلی بیوی کی زندگی میں ہی صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مرزا امام الدین کی لڑکی خورشید بیگم سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ اس کے بعد اہلیہ اول جلد ہی فوت ہو گئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب 3 اکتوبر 1890ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ تشریف لے گئے۔ اپنے دادا حضور یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلو والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے صحابہ سے ملا گر مجھ کو پایا کے درجے پر فائز ہوئے۔ عملی زندگی میں آپؓ نے ایک لمبا عرصہ ایک محنتی، فرض شناس اور دیانت دار افسر کی حیثیت سے سرکاری ملازمت میں گزارا۔ 1945ء میں ADM کے اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہو کر آپ نے زندگی وقف کر دی۔ قیام پاکستان کے بعد 16 جولائی 1949ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔ اس عہدہ پر آپؓ 1971 تک فائز رہے۔ اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد مارچ 1930ء میں آپ کی شادی حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں یعنی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو خدمتِ دین کی غیر معمولی توفیق عطا ہوئی اور دونوں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان رہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کا وجود باوجود اپنے نہایت اعلیٰ اوصاف اور اہم دینی خدمات کے علاوہ اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان تھا کہ حضور کو بذریعہ خواب 1899ء میں آپ کے قبول احمدیت کا نظارہ یوں دکھایا گیا تھا کہ فرمایا: ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز احمد ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کو 1906ء میں حضور کے دستِ مبارک پر ہی بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جب تائی صاحبہ نے آپ کی بیعت کا شکایت کے رنگ میں ذکر مرزا سلطان احمد صاحب سے کیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ ہم سے تو اچھا ہی رہے گا، نمازیں تو پڑھے گا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو بالطبع روحانیت سے بھی تعلق تھا۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ میں جالندھر کے نواحی دیہات کے دورے پر تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک مجھے زور سے آواز سنائی دی: ماتم پرسی اور اس کے ساتھ ہی مجھ پر شدید ہم و غم کی کیفیت طاری ہو گئی۔ چونکہ میرا زیادہ تعلق تائی صاحبہ سے تھا اس لئے میرا ذہن سب سے پہلے انہی کی طرف منتقل ہوا کہ شاید ان کی وفات ہو گئی ہو۔ لیکن معاً بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ تائی صاحبہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا بلند نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے لئے ماتم پرسی کرے، چنانچہ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت والد ماجد وفات پا گئے ہیں اور وہی علو مرتبت کے اعتبار سے یہ مقام رکھتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اظہارِ تعزیت فرمائے۔ اس یقین کے پختہ ہونے پر گھوڑا تیز کر کے میں جالندھر شہر پہنچا اور سیدھا کچہری میں انگریز ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر درخواست دی کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے مجھے پانچ دن کی رخصت دی جائے۔ وہ میری درخواست پڑھ کر کہنے لگے کہ آپ کے والد صاحب مشہور خلائق شخصیت تھے، ان کی علالت کی کوئی خبر یا اطلاع شائع نہیں ہوئی۔ کیا آپ کو تار ملا ہے کہ ان کی وفات اچانک ہو گئی ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ مجھے الہام ماتم پرسی ہوا ہے جس سے میں یقین کرتا ہوں کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ الہام وِلہام کوئی چیز نہیں، یہ محض آپ کا وہم ہے۔ پھر کہا میں رخصت دینے میں روک نہیں ڈالتا۔ اگر آپ چاہیں تو پانچ دن سے زیادہ رخصت لے لیں لیکن اطمینان رکھیں کہ آپ کے والد صاحب خیریت سے ہیں۔ پھر جب میں سفر کی تیاری کر رہا تھا تو حضور کی لاہور میں وفات اور جنازہ قادیان لے جانے کا تار بھی آ گیا جس میں قادیان پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس پر میں تار لے کر حجت تمام کرنے دوبارہ کچہری گیا تو ڈپٹی کمشنر صاحب تار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور منہ میں انگلی ڈال کر کہنے لگے کہ یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے۔

اس سے کئی سال قبل بھی جب حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے برادر خورد صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب کی وفات ہوئی تب بھی صاحبزادہ صاحب کو کشف میں ایک پوسٹ کارڈ دکھایا گیا جس پر درج تھا: اخوک ڈائیڈ (Died) یعنی تیرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 1913 یا 1914ء میں سفر ولایت بھی کیا اور حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے۔

اگرچہ صاحبزادہ صاحب کو خان بہادر کا خطاب ملا ہوا تھا لیکن آپ اس خطاب کو اپنے لئے باعثِ شرف نہ سمجھتے تھے اور نہ ہی عام طور پر اپنے نام کے ساتھ یہ لکھا کرتے۔ ایک دفعہ کسی انگریز افسر نے پوچھا کہ آپ اپنے دستخطوں کے ساتھ خان بہادر کیوں نہیں لکھتے تو آپ نے جواباً کہا کہ یہ خطاب سرکار سے مجھے اب ملا ہے اور مرزا کا لقب مجھے اَباً عن جدّ حاصل ہے۔ پھر خان بہادر کا خطاب مشروط ہے اور مرزا کا خطاب غیر مشروط۔ اس لئے میں وہی خطاب اپنے نام کے ساتھ لکھتا ہوں جو ہر حال میں میرے نام کے ساتھ رہا ہے اور رہے گا۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنی زندگی نہایت شرافت اور دیانت داری کے ساتھ بسر کی۔ آپ نے سرکاری ملازمت پٹواری کے عہدہ سے شروع کی اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچے۔ اور قائم مقام حاکم ضلع یا ڈپٹی کمشنر کے فرائض بھی آپ نے انجام دیئے۔ پنجاب کے اکثر اضلاع میں بحیثیت افسر محکمہ بندوبست فرائض بھی سرانجام دیئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ریاست بہاولپور میں مشیر مال بنا کر بھی بھیجے گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو افغانستان کی سفارت کی پیشکش بھی ہوئی لیکن آپ نے اسے قبول نہ کیا۔

آپ نے ہمیشہ اپنے فرائض بڑی محنت، ذہانت اور انتہائی دیانت داری سے سرانجام دیئے اور جس جگہ بھی رہے نیک نام رہے۔ سادہ لباس، سادہ طبیعت، انکسار اور مروت آپ کے مزاج کا خاصہ تھا۔ جب ریاست بہاولپور کے وزیر بنا کر بھیجے گئے تو وہاں پہنچتے ہی نہایت اعلیٰ قسم کا سارا فرنیچر اور دیگر ساز و سامان ایک کمرے میں مقفل کروا دیا اور اپنے رہنے کے لئے صرف ایک سادہ کمرہ منتخب کیا۔ لباس اور رہائش کی طرح آپ کھانا بھی سادہ کھاتے تھے۔ فرائض کی سرانجام دہی میں دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ جب آپ بہاولپور میں وزیر مالیات اور ایک بااختیار حاکم تھے تو آپ کو نواب صاحب کی دادی صاحبہ کے ایک پروردہ خادم کی بدعنوانیوں کی شکایات ملنے لگیں۔ آپ نے تحقیق کرنے پر شکایات کو درست پایا تو بے دھڑک اس کو پکڑ کر حوالات میں بھجوا دیا۔ اِس پر اس خادم کے ورثاء نے بیگم صاحبہ کے حضور دہائی دی۔ چنانچہ بیگم صاحبہ نے آپ کو اپنی ڈیوڑھی پر طلب کر کے پوچھا کہ تم نے ہمارے آدمی کو جیل کیوں بھیجا؟ آپ نے جواب دیا: حضور کے ہی حکم سے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ آپ نے کہا کہ مجھے حضور کی ریاست کی طرف سے رعایا کے حقوق اور ان کی جان و مال وعزت وآبرو کی حفاظت کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جب مجھ پر ثابت ہو گیا کہ وہ شخص رعایا کے لئے سبب زحمت ہے تو میں نے حضور کے ہی دیئے ہوئے اختیارات سے کام لے کر اس کو سزا دے دی۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو اس فرض کی بجا آوری میں کوتاہی ہوتی جس کے بجا لانے کے لئے مجھے مقرر کیا گیا ہے۔ بیگم صاحبہ اس جواب سے بہت خوش ہوئیں اور منہ چڑھے خادم نے اپنے کئے کی سزا پائی۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا دامن ہر موقعے پر ترغیب و تحریص کی آلائشوں سے پاک رہا۔ کئی بدنام علاقوں میں بھی آپ نے قانون کی عمل داری قائم کی اور اپنی ذات کو ہر قسم کی تہمت سے بچائے رکھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جب برطانوی حکومت کے خلاف تحریک ترکِ موالات شروع ہوئی تو ان دنوں حضرت صاحبزادہ صاحب گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ جب لاہور کے بعد گوجرانوالہ بھی ہنگاموں کی لپیٹ میں آ گیا تو شدید بدامنی کے حالات پیدا ہو گئے۔ نہ صرف عوام نے آئینی حدود کو توڑ دیا اور بعض سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچایا بلکہ ریلوے اسٹیشن تو پورا جلا دیا۔ ایسے وقت میں آپ سے امن بحال کرنے کے لئے ہجوم پر گولی چلانے کو کہا گیا لیکن آپ نے کہا کہ میں ان معصوم بچوں اور ان بے خبر لوگوں پر گولی چلانے کا حکم نہیں دے سکتا۔ کیونکہ میرے نزدیک شورش کے ذمہ دار یہ نہیں کوئی اور ہیں جو اِس مجمعے میں موجود نہیں۔ پھر آپ نے پُرجوش ہجوم کے سامنے ایسی سلجھی ہوئی تقریر کی کہ نفرت و غصہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور وہی جلوس مرزا سلطان احمد کی سرکردگی میں شہر کو واپس ہوا۔ جن کی زبانوں پر انگریز مردہ باد کے نعرے تھے، وہ اب مرزا سلطان احمد زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ بعد میں گورنر پنجاب نے ایک ملاقات کے دوران صاحبزادہ صاحب سے شکوہ کیا کہ آپ گوجرانوالہ کا انتظام ٹھیک طور پر نہیں کر سکے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ لاہور میں تو یور ایکسی لینسی بہ نفس نفیس موجود تھے لیکن پھر بھی یہاں کے ہنگاموں کو نہیں روک سکے۔ اگر آپ یہاں پر ہی روک دیتے تو یہ ہنگامے گوجرانوالہ نہ پہنچتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب سے انتہا درجے کی محبت والفت تھی اور وہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے آپ کی بعض کتب کی تعریف کیا کرتے تھے اور منشا یہ ہوتا تھا کہ حضور کی نظر کرم صاحبزادہ صاحب کی طرف ہو جائے اور ان کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے معمول کے مطابق جب ذکر کیا تو حضور نے فرمایا: مرزا سلطان احمد سے کہو کہ خدا سے صلح کر لے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو شروع ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بے حد عقیدت و شیفتگی تھی۔ آپ حضور کی سچے دل سے عزت کرتے تھے اور شروع سے ہی ان کی سچائی اور بزرگی کے قائل تھے۔ اگرچہ آپ کی روح تحریکِ احمدیت کو قبول کر چکی تھی مگر آپ کو اس کے اظہار و اعلان میں بہت تامل تھا اور اس بات کا علم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی تھا۔ چنانچہ جون 1924ء میں حضورؓ نے آپ کے فرزند محترم مرزا رشید احمد صاحب کے خطبہ نکاح میں ارشاد فرمایا کہ اُن کے خاندان میں اب ایک ہی وجود ایسا ہے جس نے ابھی تک اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام لائے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میں برابر ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ میں سنتا رہتا ہوں کہ وہ احمدیت کو ہدایت کی راہ ہی خیال کرتے ہیں مگر کوئی روک ہے جس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس روک کو ہٹا دے۔ آمین

آخر یہ دعائیں مقبول ہوئیں اور اکتوبر 1928ء کے پہلے ہفتے میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان شائع کروا دیا۔ اور دو سال بعد یعنی 25 دسمبر 1930ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔ حضور ازراہِ شفقت خود اپنے بڑے بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی بیعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی جو موعودِ فرزند کے بارہ میں تھی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا پوری ہوئی۔

مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی مدتوں قبل بذریعہ رؤیا یہ دکھایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں۔ حضور نے آپ سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جولائی 1931 میں فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام یعنی ہم تیرے متعلق ایسی تمام باتوں کو جو تیرے لئے شرمندگی یا رسوائی کا موجب ہوسکیں مٹا دیں گے۔ اس الہام کو میں دیکھتا ہوں کہ ان عظیم الشان کلماتِ الٰہیہ میں سے ہے جو متواتر پورے ہوتے رہتے ہیں اور جن کے ظہور کا ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو اعتراض کئے جاتے تھے ان میں سے ایک اہم اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ کے رشتہ دار آپ کا انکار کرتے ہیں اور پھر خصوصیت سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ کا ایک لڑکا آپ کی بیعت میں شامل نہیں۔ یہ اعتراض اس کثرت کے ساتھ کیا جاتا تھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں سلسلہ کا درد تھا وہ اس کی تکلیف محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ میں دوسروں کو تو نہیں کہہ سکتا لیکن اپنی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے متواتر اور اس کثرت سے اس امر میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہزار ہا دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں، بغیر ذرہ بھر مبالغہ کے، بیسیوں دفعہ میری سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس وجہ سے نہیں کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا وہ میرا بھائی تھا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا تھا اور اس وجہ سے کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پڑتا تھا۔ میں نے ہزاروں دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کا نتیجہ یہ دکھایا کہ مرزا سلطان احمد صاحب جو ہماری دوسری والدہ سے بڑے بھائی تھے اور جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان کے لئے اب احمدیت میں داخل ہونا ناممکن ہے، احمدی ہوگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اردو کلاس میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظموں میں اُن کا نام نہیں آتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام الہام میں چھپا دیا تھا۔ مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق الہام یہ ہوا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ تین بھائی تھے اور یہ چوتھے ہوگئے۔ پیشگوئی اس میں یہ تھی کہ جب تک حضرت مصلح موعودؓ خلیفہ نہیں ہوں گے اس وقت تک یہ بیعت نہیں کریں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ تین کو چار کرنے والے بنے۔ مرزا سلطان احمد صاحب بیعت نہیں کرتے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُن کے دل میں بہت احترام تھا۔ سچا کہتے تھے مگر بیعت نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بیعت کیوں نہیں کرتے اور اُن کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بیعت کیوں نہیں کر رہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے اعمال اتنے اچھے نہیں ہیں کہ میں اس باپ کی طرف منسوب ہوں۔ اس لئے کہ ان کی طبیعت میں ایک انکسار تھا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا کہتے تھے۔ بہت سادہ مزاج، بہت کثرت سے لوگوں پر احسان کئے ہوئے ہیں۔

قبولِ احمدیت سے قبل بھی حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک بار چند متعصب لوگوں نے آپ کو غصہ دلانے کے لئے بتایا کہ آپ کی زمین کے دو چھوٹے ٹکڑے میاں محمود آپ کی اجازت کے بغیر زیر کاشت لے آئے ہیں تو آپ ان لوگوں پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ میاں محمود میرے بھائی ہیں۔ اگر وہ میرے مکان کی چھت پر بھی ہل چلوا دیں تو بھی میں ان سے اختلاف نہیں کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مخالفین نے یہ کوشش شروع کی کہ کسی طرح صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی اولاد کی مخالفت پر آمادہ کیا جائے۔ ان دنوں میں آپ نے ایک دوست کے نام خط تحریر کرتے ہوئے اپنے جن جذبات کا اظہار فرمایا وہ آپ کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ آپ کا یہ خط پیسہ اخبار میں بھی شائع ہوگیا تھا۔ آپ نے لکھا کہ میری رائے میں جو دین یہ سکھاتا ہے کہ باپ کی بے عزتی اور بے توقیری کی جائے اور باپ کے پس ماندگان کے ساتھ فساد کیا جائے وہ کفر اور ارتداد سے بھی بدتر ہے۔ اگر ایسے شرم ناک دین کی وجہ سے بہشت بھی مل سکے تو میری رائے میں وہ دوزخ سے بھی بدتر ہے۔ لعنتی ہے وہ بیٹا اور کم بخت ہے وہ لڑکا جو باپ کی میت کو خراب کرے اور چھوٹے بھائیوں سے ناحق الجھے۔ قادیان کی جماعت خدا کے فضل و کرم سے بمقابلہ میرے، ہزاروں درجہ نیک، متقی، عامل شریعت، شب بیدار اور پرستار خدائے لایزل ہے اور میرے اعمال آپ خوب جانتے ہیں کیا ہیں۔ کیا باوجود ان اعمال کے ایسی جماعت کی مخالفت کر سکتا ہوں۔ لوگ انہیں کافر سمجھیں اور قابلِ دار۔ وہ مجھ سے حد درجہ نیک اور قابل عزت ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب جب میانوالی میں مال افسر تھے تو آپ کے پاس قادیان کے دو احمدی دوست بطور خدمت گار رہتے تھے۔ یہ آپ کو مجبور کرتے تھے کہ بیعت کرلی جائے۔ بعض اوقات صاحبزادہ صاحب ان کے اصرار پر چڑ بھی جاتے تھے مگر یہ باز نہیں آتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دوست مجھے بیعت کرنے کے لئے کہتے رہتے تھے مگر میرا ان سب کو یہی جواب تھا کہ میں حضرت والد صاحب کو خوب جانتا ہوں وہ بے شک اللہ تعالیٰ کے مرسل ہیں مگر میری حالت ایسی نہیں کہ بیعت کو نبھا سکوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ذرا سی گستاخی بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ لاہور میں پنجاب کے سینئر افسران کی دعوت تھی جس میں بشپ آف لاہور نے غالباً اس خیال سے کہ آپ بھی حضور کے مخالفین میں شامل ہیں، حضور کے خلاف زبان درازی کرنی چاہی۔ آپ نے انہیں دو ایک بار ایسا کرنے سے روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ جس پر آپ نے کھانے سے بھری ہوئی پلیٹ انہیں دے ماری۔

جب حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ علی گڑھ کالج میں زیر تعلیم تھے تو کالج میں طلبہ نے سٹرائیک کی۔ کسی نے حضور کو بتایا کہ آپ بھی سٹرائیک میں شریک تھے۔ چونکہ یہ امر سلسلہ کی تعلیم کے خلاف تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو خارج از بیعت کر دیا۔ اس پر آپؓ نے ایک معافی نامہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں

ارسال کیا جو دراصل حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے بیٹے کو دیا تھا اور کہا تھا کہ اس کی نقل کر کے اپنے دستخط کے ساتھ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوادو۔ چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس معافی نامہ کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم وہ قصور معاف کرتے ہیں۔ آئندہ اب تم پرہیزگار اور سچے مسلمان کی طرح زندگی بسر کرو اور بری صحبتوں سے پرہیز کرو۔ بری صحبتوں کا انجام آخر براہی ہوا کرتا ہے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی شکل و شباہت بہت کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھی اور کچھ لکھا ہوا پڑھتے وقت گنگنانے کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز سے بالکل ملتی تھی۔ آپ نہایت متواضع اور وسیع الاخلاق انسان تھے۔ قوتِ تحریر اور زورِ قلم آپ نے ورثے میں پایا تھا۔

اگرچہ مرزا سلطان احمد صاحب خلافت اولیٰ میں بیعت سے محروم رہے تھے تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلند روحانی مقام سے آپ پوری طرح آگاہ تھے۔

چنانچہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی شادی ہوئی اور بارات دلہن لے کر واپس قادیان پہنچی تو صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ دلہن کو پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس سلام اور دعا کے لئے لے جاؤ پھر گھر لانا۔

جب بیرسٹر خواجہ کمال الدین صاحب نومبر 1914ء میں لندن سے واپس ہندوستان آئے تو اتفاقاً حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے بھی ان کی ملاقات ہوگئی۔ خلافتِ ثانیہ کا دور شروع ہو چکا تھا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانشینی اور خلافت کے حق دار تو آپ ہیں۔ آپ لاہور چلیں اور خلافت کا اعلان فرمائیں اور ہم سب آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ نے ہنس کر جواب دیا کہ میں تو ابھی احمدی بھی نہیں، میرا خلافت کا کیا حق ہے؟

جب حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ نے اپنی ملازمت شروع کی تو حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے چند باتیں انہیں بطور نصیحت بیان فرمائیں۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ وہ بات جس کے بارہ میں مجھے یقین ہے کہ تم کبھی اس کے مرتکب نہ ہوگے یعنی رشوت نہیں لوگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے تو اسے انتظار نہ کروانا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب میں دینی غیرت اس قدر تھی کہ ایک دفعہ ایک انگریز افسر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف کوئی بیہودہ گوئی کی۔ حضرت مرزا صاحب نے اسے کہا: دو عورتیں ہیں جن پر الزام تراشی کی جاتی ہے ایک وہ تھی جو کنواری ہوتے ہوئے حاملہ ہوگئی اور ایک شادی شدہ ہو کر بھی حاملہ نہ ہوئی۔ اس جواب پر وہ انگریز افسر شرمندہ ہوگیا۔

زیرِ نظر کتاب کے ایک باب میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیان فرمودہ روایات کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جن سے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی زبان و ادب کے لئے خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ محسنینِ اردو میں آپ کا نام نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ اردو زبان کو فروغ دینے کے لئے آپ نے تقریباً ان تمام ذرائع کو استعمال کیا جو اس وقت موجود تھے۔ قلمی خدمات کے علاوہ اشاعت و ترویج کے لئے قلمی جواہر پاروں کو اپنی جیب سے روپیہ خرچ کر کے شائع کیا اور ملک کے مختلف طبقوں تک اس کی رسائی کا سامان بہم پہنچایا۔

آپ کو ذوقِ شعر و سخن وراثت میں ملا تھا۔ آپ خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کی منظومات و غزلیات پر مشتمل ایک کتاب چند نثری نظمیں کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ آپ کے شعری ذوق کی وسعت و عظمت اور گہرائی کا اندازہ آپ کے ان سینکڑوں مضامین سے بخوبی ہوسکتا ہے جو آپ نے زبان و ادب اور شعر کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے فن شاعری کے عنوان سے ایک انتہائی شاندار کتاب تحریر کی جس میں فن شعر پر فلسفیانہ تنقید و تبصرہ کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی شاندار ذاتی لائبریری جماعت کو پیش کر دی تھی جو بعد ازاں خلافت لائبریری میں شامل کر دی گئی۔ آپ نے قریباً 60 کتب اور سینکڑوں مضامین تحریر فرمائے۔ آپ کی چند کتب کا مختصر تعارف بھی کتاب ابن سلطان القلم کی زینت ہے۔

آپ کی نگارشات پر اپنوں اور غیروں نے دل کھول کر دادِ تحسین کے کلمات کہے ہیں۔ مثلاً محترم نسیم سیفی صاحب مدیر الفضل ربوہ لکھتے ہیں کہ:

''اگرچہ یہ بھی علمی تبحر کی دلیل ہے کہ کسی مصنف نے ایک ہی موضوع پر متعدد کتب تصنیف کی ہوں۔ لیکن یہ کہ کوئی مصنف ایک سے زیادہ موضوعات پر ایک ہی جیسی قدرت اور روانی و سلاست کے ساتھ قلم اٹھا سکے، بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے اور جس مصنف میں یہ بات پائی جاتی ہو اس کے تبحر علمی کا تو پھر کیا ہی کہنا۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے مذہبیات پر قلم اٹھایا تو نہایت بیش قیمت جواہر پارے یادگار چھوڑے۔ اخلاقیات پر لکھا تو یوں محسوس ہوا کہ گویا اخلاقیات آپ کا خاص موضوع ہے۔ فلسفہ کے متعلق گوہرفشانی کی تو فلاسفروں کو دنگ کر دیا۔ ان سب باتوں سے مختلف لیکن وہ نہایت ہی اہم مضمون جن کے ساتھ مسلمانوں کی بہبود وابستہ تھی ان پر بھی لکھا مثلاً زمینداری اور بنکاری وغیرہ۔''

☆ رسالہ ادبی دنیا کے ایڈیٹر، شمس العلماء احسان اللہ خاں تاجور نجیب آبادی نے اپنے رسالے میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی تصویر دے کر لکھا کہ:

'' دنیائے ادب اس ماہ اردو کے نامور، بلند نظر اور فاضل ادیب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب سے بھی محروم ہوگئی۔ آپ نہایت قابل انشا پرداز تھے۔ اردو کا کوئی حصہ ان کی رشحات قلم سے محروم نہ رہا ہوگا۔ اردو زبان کے بہت سے مضمون نگاروں نے ان کی طرز انشا کو سامنے رکھ کر لکھنا سیکھا۔ افسوس کہ ایسا ہمہ گیر و ہمہ رس انشا پرداز موت کے ہاتھوں نے ہم سے چھین لیا۔ اردو میں بیش قیمت لٹریچر آپ نے اپنی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔ علم اخلاق پر آپ کی کتابیں اردو زبان کی قابل قدر تصانیف میں سے ہیں۔''

☆ انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے ترجمان حمایتِ اسلام نے اپنی 9 جولائی 1931ء کی اشاعت میں لکھا:

'' خان بہادر صاحب مرحوم نے علم و ادب پر جو احسانات کئے ہیں وہ کبھی آسانی سے فراموش نہیں کئے جا سکتے۔ ان کے شغفِ علمی کا اس امر سے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ ملازمت کی انتہائی مصروفیتوں کے باوجود گراں بہا مضامین کے سلسلے میں پیہم جگر کاری کرتے رہے۔''

☆ محمد عالم صاحب ایڈیٹر العالم لکھتے ہیں:

''العالم کے عنوان کی تحت میں جو مضمون آپ کے پیش نظر ہے، یہ ہمارے محترم کرم فرما جناب مرزا سلطان احمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا نتیجہ فکر ہے جو ایک کہنہ مشق اور شہرہ آفاق نثر نگار ہیں۔ آپ کی وسعت نظر اور تحقیق ادبیات مسلم ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے ان کا مندرجہ ذیل محققانہ مضمون کافی ہے۔ ہندوستان کا کوئی ایسا رسالہ نہیں جس کو آپ کی قلمی اعانت کا فخر حاصل نہ ہو آپ کے فلسفیانہ مضامین کی شہرت، عالمانہ قابلیت اور قوتِ استدلال جس قدر مسلم ہے وہ کسی تشریح مزید کی محتاج نہیں۔ فنِ زراعت سے آپ کو خاص دلچسپی ہے جس میں آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ کارکنانِ تعلیم کے لئے آپ کا یہ وصف قابلِ تقلید ہے کہ باوجود سرکاری فرائض کی بوجہ احسن

ادائیگی کے، آپ کئی ایک اخبار و رسائل میں متواتر اور مسلسل بیش قیمت علمی مضامین لکھتے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ مزید برآں رکھتے ہیں۔ مدینہ کانفرنس، فنونِ لطیفہ وغیرہ آپ کی عالی قدر علمی یادگاریں اردو لٹریچر میں بیش قرار اضافہ کر رہی ہیں۔

☆ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پیدا کردہ شاندار لٹریچر سے تاریخ ادب میں جو بیش بہا اضافہ ہوا اس حوالے سے جناب ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن پی ایچ ڈی اپنی کتاب معاصرینِ اقبال مطبوعہ 1993ء میں لکھتے ہیں کہ:

''مولانا ابوالکلام آزاد، خواجہ حسن نظامی، مفتی کفایت اللہ اور اکبرالہ آبادی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔''

مزید تحریر کرتے ہیں کہ:

''مرزا سلطان احمد کو مسلمانوں کے رفاہی کاموں سے بڑی دلچسپی تھی۔ وہ انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اقبال سے ان کی پہلی ملاقات انجمن ہی کے جلسوں میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد علامہ اقبال اور ان میں دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔ 1916ء میں انجمن کے ایک اجلاس کی دوسری نشست کی صدارت انہوں نے کی جس میں علامہ اقبال نے شمع و شاعر دو نشستوں میں پڑھی۔''

☆ لسان العصر جناب اکبرحسین اکبرالہ آبادی آپ کے کس درجہ مداح تھے؟ اس کا اندازہ ان مکتوبات سے ہوسکتا ہے جو انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے نام رقم فرمائے اور جنہیں آپ نے قادیان سے مکتوباتِ اکبر کے نام سے شائع کردیا۔ ایک مراسلہ میں اکبرالہ آبادی نے لکھا:

''آپ کی کثرتِ معلومات اور زوردار قلم اور بلند خیالی اور عارفانہ طبیعت آپ کے لئے بڑی نعمتیں ہیں۔''

ایک دوسرے مکتوب میں تحریر کیا:

''میں آپ کو نیاز نامہ لکھنا چاہتا تھا۔ ایک مضمون تصوف کی نسبت بہت اچھا تھا اور حال میں کسی اخبار میں آپ کا ایک عمدہ مضمون دیکھ کر آپ کے ثبات قدم اور صحیح الخیالی پر خوش ہوا تھا۔ اس کی داد دینی تھی اگرچہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح ایک تندرست جوان اپنی تندرستی کا احساس راحت کے ساتھ کرتا ہے اسی طرح آپ ایسا ایک صحیح الخیال فلاسفر اپنے خیالات کی لذات سے متمتع ہوتا ہے، مدح ہو یا نہ ہو۔ آپ کی تصنیفات حال میں کتاب النساء فی الاسلام نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قومی اور مذہبی لٹریچر میں نہایت قیمتی اضافہ ہے۔ اس لائق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو۔''

ایک گرامی نامہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا:

''آپ کی تصانیف کا کیا پوچھنا نہایت واضح، قرآن کے موافق، مذاقِ اسلامیہ کے مطابق۔ اللہ جزائے خیر دے۔''

☆ رسالہ سیاست جدید کانپور لکھتا ہے:

''بیسویں صدی کے شروع کے بیس سالوں میں اردو کے کسی بھی قابلِ ذکر رسالے کو اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ اس کے مضمون نگاروں میں ایک نام مرزا سلطان احمد کا ضرور نظر آئے گا۔ عمومی، علمی و فلسفیانہ موضوعوں پر قلم اٹھاتے تھے۔ ان کے مضامین عام اور عوامی سطح سے بلند اور سنجیدہ مذاق والوں کے کام کے ہوتے تھے۔ رسالہ الناظر لکھنو، تمدن دہلی، ادیب الہ آباد، مخزن لاہور، خیال میرٹھ، افادہ حیدرآباد دکن وغیرہ میں ان کی گلکاریاں نظر آتی تھیں۔ رفتہ رفتہ اردو والوں نے انہیں بالکل ہی بھلا دیا۔ ان کے قلم سے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں نکلی تھیں۔ جن کی میزان چالیس درجن سے کم نہ ہوگی۔ کسی کتاب کو ان کے خصوصی طرزِ تحریر کے باعث قبولیتِ عام نصیب نہ ہوئی اور اب جب کہ پاکستان کے قیام کے بعد اس سرزمین میں اردو کی خدمت ہورہی ہے اور بہت پرانے مصنفوں اور مؤلفوں کی کتابیں جو گمنام اور مثلِ گمنام کے ہوچکی تھیں وہاں بڑے آب و تاب سے چھاپی جارہی ہیں۔ ان کے ذخیرۂ تصانیف کی طرف کسی کو بھی تاحال توجہ کی توفیق نہیں ہوئی۔

☆ رسالہ نیرنگ خیال (مئی جون 1934ء) لکھتا ہے:

اردو زبان کا وہ زبردست فلسفی، مضمون نگار اور بلند پایہ مصنف جو قریباً نصف صدی تک اردو کی ادبی دنیا پر چھایا رہا اور جس کے زمانہ میں اردو کا کوئی ادبی اور علمی رسالہ اپنی ابتدا نہیں کیا کرتا تھا اور نہ کرسکتا تھا جب تک اپنے قلمی معاونین کی فہرست میں بکمال امتیاز و اختصاص و افتخار مرزا سلطان احمد مرحوم کا نام سرِلوح درج نہ کرلیتا ہو۔''

قارئین کرام! اگرچہ کوشش کی گئی ہے کہ زیرِ نظر کتاب ابن سلطان القلم کے تمام تر پہلوؤں کا احاطہ کیا جاسکے تاہم اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض ہے کہ یہ کتاب ہماری ایمان افروز تاریخ اور صداقتِ احمدیت کا ایسا باب ہے جس کا مطالعہ ہمارے ایمان، ایقان اور علم میں ترقی کا باعث بنے گا۔ نیز اس مضمون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بلند مراتب حاصل کرنے والے بھی اگر اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہیں تو ان کے لئے بھی مامور زمانہ کے سامنے سرِتسلیم خم کئے بنا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 24 دسمبر 2019ء)

خوش آمد کا ہنر

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب

طبیعت کو خوش آمد کا ہنر اچھا نہیں لگتا
منافع بخش سودا ہے، مگر اچھا نہیں لگتا

جو ہجرت کی تو دل اپنا گھر میں چھوڑ آئے
سو اب اچھے سے اچھا بھی ہو گھر اچھا نہیں لگتا

مجھے اپنی نگاہوں، زور بازو پر بھروسہ ہے
مگر پھر بھی اندھیروں کا سفر اچھا نہیں لگتا

پھلوں پھولوں کی خوشبو سے اگرچہ ہو لدا، لیکن
پرندوں سے جو ہو خالی شہر اچھا نہیں لگتا

ہمیں تو صبر کی تعلیم ہے تلقین ہے ورنہ
یقیں جانو ہمیں خوف و خطر اچھا نہیں لگتا

فسادوں کے لئے ملّا کو سر درکار ہیں لیکن
اسے وقتِ شہادت اپنا سر اچھا نہیں لگتا

یہ بہتر ہے کہ اپنے آشیانے میں رہوں بیٹھا
اڑوں میں مانگ کر اوروں پر اچھا نہیں لگتا

مرا مرشد ہی جس کا منزل و محور نہ ہو قدسی
مجھے ایسے خیالوں کا سفر اچھا نہیں لگتا

عالمی امن

مکرم طارق حیدر صاحب ونڈسر

جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں ''امن کا راستہ'' کے عنوان سے ایک بین الاقوامی تحریک کا آغاز کیا ہے جو نو نکات پر مشتمل ہے ان نکات کو سمجھنا اور سچے دل سے انسانیت کو امن کے اس راستے کا پیغام دینا ہی دراصل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا ایک بنیادی مقصد ہے۔ درج ذیل مضمون اس سلسلے کی آخری کاوش ہے، جس میں عالمی امن کے حوالہ سے بات کی گئی ہے اسلام، سلامتی کا مذہب ہے اور اقوام عالم کو باہم مل کر امن اور سلامتی کا خوبصورت راستہ دکھاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قف قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ج فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ق لَا انْفِصَامَ لَھَا ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(سورۃ البقرۃ 257:2)

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

آج کا انسان عدل کے بنیادی اصولوں سے روگرداں ہونے کے نتیجہ میں انفرادی اکائیوں میں منقسم نظر آتا ہے اور ہر سو ایک شورش اور ہاہا کاری کا دور دورہ ہے، ایسے نازک وقت میں دنیا کے ذی شعور لوگ کسی ایک ایسے ہاتھ کے متلاشی ہیں جو انسانوں کو ایک بار پھر باہم کر دے، اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کی بدولت خلافت جیسی عظیم دولت رکھتی ہے، جو عافیت کا وہ حصار ہے جس نے ہمیشہ ہمارے خوف کو امن سے بدل کر اپنے خالق کے حضور سر بسجود رکھا۔

آج کی دنیا جب جنگ کی بات کر رہی ہے جماعت احمدیہ اسلام کی پر امن تعلیم کی طرف بلاتی نظر آتی ہے اور ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کا جھنڈا لئے دنیا کے ایوانوں پر دستک دیتی نظر آتی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کو بار بار ان جنگوں کے نتیجہ میں بھیانک اور دیر تک رہنے والے بداثرات کی نشاندہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

آج کی دنیا نے اپنی تباہی کے سامان اپنے ہاتھوں سے کر رکھے ہیں جو کبھی روایتی اور کبھی ایٹمی ہتھیاروں کے روپ میں انسانیت پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے کی مانند نظر آتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایٹمی جنگ کے بارہ میں پیشگوئی کرتے ہوئے 18 اپریل 1905ء کے اشتہار 'الانذار' میں تحریر فرماتے ہیں:

''آج رات تین بجے کے قریب خدائے تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلة الساعة ۔ قوا انفسکم ۔ ان اللہ مع الابرار۔ دَنٰی منک الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل

ترجمہ مع شرح یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا۔ ..

بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ ...

جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے۔ ان کو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔ ...

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچالو قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا۔ اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں۔ اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آ گیا یعنی وہ وقت آ گیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصلِ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کر لیں۔

پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاوے گا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گزر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے، وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔

دیکھو! آج میں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں۔ میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالو گے تو بچ جاؤ گے۔ کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے۔ اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ ...

انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ کون سا اس کا اِس میں نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ

چکی ہے۔اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ ...
اس قدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔آمین۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 522-524)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کے حکمرانوں اور بطور خاص مسلمان حکمرانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ مسلمان رہنماؤں کو بھی عقل دے اور عوام کو بھی عقل دے۔اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے اس مضمون کو سمجھیں کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (سورۃ المائدۃ 3:5) کہ نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرنے والے ہوں۔نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں، محبت کے پھیلانے والے ہوں، دلوں کو جیتنے والے ہوں۔ حکومت جو ہے کبھی دلوں کو جیتے بغیر نہیں ہو سکتی۔عوام کے حق ادا کئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ہر مسلمان لیڈر کو اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ جب عیسائی عوام مسلمان حکومت کے عدل و انصاف کو دیکھ کر یہ دعا کرتے تھے کہ ہمیں عیسائی حکمرانوں سے جلد چھٹکارا ملے اور ہم پھر مسلمانوں کی حکومت کے زیر سایہ آجائیں اور کہاں آج یہ زمانہ ہے کہ مسلمان، مسلمان سے بے انصافی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (سورۃ الفتح 30:48) کے بجائے گردنیں کاٹی جا رہی ہیں۔مسلمان عیسائی ملکوں میں امن سے رہنے کے لئے، پناہ لینے کے لئے دوڑ رہے ہیں، انصاف کے حصول کے لئے دوڑ رہے ہیں، آزادی سے رہنے کے لئے دوڑ رہے ہیں۔کاش کہ مسلمان ممالک کے حکمران اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔خدا کرے کہ کسی طرح ان تک ہمارا یہ پیغام پہنچ جائے۔اسی طرح مغربی ممالک اور بڑی طاقتوں تک بھی یہ پیغام پہنچ جائے جو میں نے بتایا۔ جو کہ جیسا میں نے کہا کہ پہلے بھی مختلف ذرائع سے پہنچا چکا ہوں کہ بعید نہیں کہ شام کے خلاف جو کارروائی ہے، یہ ملک سے نکل کر دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ پس ہر ملک میں رہنے والے احمدی کا اپنے ملک سے وفا کا یہ تقاضا ہے اور خاص طور پر ہر وہ احمدی جو ان مغربی ممالک میں رہ رہا ہے کہ ان سیاستدانوں کو آنے والی تباہی سے ہوشیار کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔حاکموں اور رعایا کو اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ خانہ جنگی کو ختم کر کے اس تباہی سے بچیں۔ یورپ اور مغرب کے حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھولے کہ وہ عدل اور انصاف سے کام لیں اور ظلم سے بچیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے ملک کا بھی حق ادا کرنے کی کوشش کریں اور کسی ملک کی مدد ذاتی مفادات کے لئے نہ ہو، بلکہ حق کی ادائیگی کے لئے ہو۔اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو ان حالات کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاص طور پر شام میں تو بہت سارے احمدی متاثر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شام کے بارہ میں ایک انذاری الہام فرمایا تھا کہ:

'بلائے دمشق' تو جلد اس خوشخبری والے الہام کو بھی پورا فرما دے اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا فرمائے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

يَدْعُوْنَ لَكَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُاللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ

یعنی تیرے لئے شام کے ابدال دعا کرتے ہیں اور عرب سے اللہ کے بندے دعا کرتے ہیں۔

(تذکرہ۔ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ، صفحہ 100)

اللہ تعالیٰ کرے کہ سارا عرب جلد سے جلد مسیح محمدی کے جھنڈے تلے آنے والا ہو، تا کہ عرب دنیا کی بے چینی جسے دنیا نے عرب سپرنگ کا نام دیا ہوا ہے یہ دنیاوی نہیں بلکہ روحانی فیض کا چشمہ بن جائے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعائیں کرنے والے بن جائیں اور آپ کے ساتھ جڑ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو جو پیار اور محبت اور امن کی تعلیم ہے، دنیا میں پھیلانے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہماری ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے والے ہوں اور دنیا کی حق کی طرف ہمیشہ رہنمائی کرتے رہنے والے ہوں۔ امن اور انصاف کو قائم کرنے والے ہوں اور اس تعلیم کو پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی جنگ کی ہولناکیوں اور تباہیوں سے بچائے۔آمین''

(خطباتِ مسرور، جلد 11، صفحہ 517-518)

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالدؔ

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

رشتہ ناطہ کے معاملات

نیشنل شعبہ تربیت لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے تحت رشتہ ناطہ اور اس کے مسائل سے متعلق سوال و جوابات کا ایک سلسلہ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ قرآنِ مجید و احادیث کی تعلیمات اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔ان سوال و جوابات کا بنیادی مقصد رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے معاملات میں تقویٰ کی اہمیت اور برکت کو اجاگر کرنا ہے۔

شادی کس عمر میں کرنی چاہیے؟

ہمارا مذہب اسلام مناسب عمر میں شادی کی تلقین کرتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاص دلچسپی لے کر اپنے صحابہ اور صحابیات کی شادیاں کروائیں اور اس حکم پر عمل کروایا اور تلقین فرمائی کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر عورت و مرد کی شادی کر دو۔ بیوائیں بھی اگر جوانی کی عمر میں ہیں یا شادی کی خواہش مند ہیں تو ان کی شادیاں کرو۔اور صرف ذاتی دنیاوی فائدے اٹھانے کے لئے گھروں میں لڑکیوں کو بٹھائے نہ رکھو۔اور نہ ہی لڑکوں کی اس لئے شادیوں میں تاخیر کرو۔تو یہ اب پورے معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ شادی کے قابل لوگوں کی شادیاں کروانے کی طرف توجہ دے۔

اس زمانے میں بڑی فکر کے ساتھ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوشش فرمائی ہے۔اور خاص طور پر یہ کوشش اور توجہ فرمائی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے جماعت میں ہی ہوں تا کہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں۔آپ نے جماعت میں رشتے کرنے کے بارہ میں آپس میں بڑی تلقین فرمائی ہے۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔7 جنوری 2005ء، صفحہ 8)

خدا تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکامات بجا لاتے ہوئے اپنی آئندہ زندگیوں میں نیک اور تقویٰ شعار میاں بیوی بنیں۔آمین۔

صحیح نماز ادا کرنے کا طریق

بعض احباب یہ خیال کرتے ہیں نماز چونکہ اول تا آخر عربی زبان میں ہے اس لئے ایک اجنبی زبان میں الفاظ دہرانے سے بوریت پیدا ہوتی ہے۔ نیز توجہ قائم نہیں ہوتی اور نماز میں لذت بھی نہیں آتی۔

اس خیال کو زائل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے خوبصورت انداز میں فرماتے ہیں کہ:

''نماز پڑھو اور تدبر سے پڑھو اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد اپنی زبان میں دعائیں مانگنی مطلق حرام نہیں ہے۔ جب گدازش ہو تو سمجھو کہ موقع دیا گیا ہے۔ اس وقت کثرت سے مانگو اس قدر مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقت پیدا ہو جاوے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہوتی، خدا تعالیٰ کی طرف سے ترشحات ہوتے ہیں۔ اس کوچہ میں اول انسان کو تکلیف ہوتی ہے مگر ایک دفعہ چاشنی معلوم ہو گی تو پھر سمجھے گا۔ جب اجنبیت جاتی رہے گی اور نظارہ قدرتِ الٰہی دیکھ لے گا تو پھر پیچھا نہ چھوڑے گا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ تجربہ میں جب ایک دفعہ ایک بات تھوڑی سی آ جاوے تو تحقیقات کی طرف انسان کی طبیعت میلان کرتی ہے۔ اصل میں سب لذات خدا تعالیٰ کی محبت میں ہیں۔''

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 631)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

احمدیہ فیونرل ہوم سروسز: ایک تعارف

شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o (سورۃ آل عمران 3: 103)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا اور مجھے مسکینی کی حالت میں وفات دینا اور قیامت کے دن مساکین کے گروہ میں سے مجھے اٹھانا۔

یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے اور ہم سب کو اپنے وقت مقررہ پر اس دارِ فانی سے کوچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق انسان جب اپنے پیاروں کو رخصت کرتا ہے تو بلاشبہ یہ پریشانی اور آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ اِن لمحات میں صدمہ سے نڈھال لواحقین کو بہت سے مسائل کا سامنا ہوتا ہے، بہت سی الجھنیں ان کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ جن میں تجہیز وتکفین اور تدفین کے مراحل بھی شامل ہوتے ہیں۔

اگرچہ عہدیدارانِ جماعت ، احباب کی راہنمائی اور تعاون کے لئے ہمہ وقت موجود ہوتے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک باقاعدہ فیونرل سروس قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

الحمدللہ! محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریل 2014ء میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر انتظام احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کا قیام بیت الحمد مسی ساگا میں عمل میں آیا۔ گزشتہ سال 2019ء سے یہ فیونرل ہوم شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر انتظام خدمات بجالا رہا ہے۔ اور اس میں وہ تمام سہولتیں میسر ہیں جو کینیڈا میں دیگر فیونرل ہومز میں موجود ہوتی ہیں۔

ضرورت پڑنے پر متعلقہ نمبروں میں سے کسی ایک پر فون کے ذریعہ اطلاع کرنا ہوتی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ لواحقین اور ورثاء کے ساتھ رابطہ میں رہ کر ان کی سہولت کے مطابق پروگرام ترتیب دیا جائے اور تجہیز وتکفین اور تدفین سے متعلق تمام معاملات خوش اسلوبی سے ادا کئے جائیں۔

گریٹر ٹورانٹو ایریا کے علاوہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الرحمٰن وینکوور اور مسجد بیت الرحمت سسکاٹون میں بھی احمدیہ فیونرل سروس کی شاخیں قائم کی جا چکی ہیں اور مسجد بیت النور کیلگری میں بھی فیونرل سروس کی ایک شاخ کا قیام زیرِ غور ہے۔

احمدیہ فیونرل ہوم کی خدمات کی تفصیل

فون پر وفات کی اطلاع ملتے ہی احمدیہ فیونرل سروس کے رضا کار کوائف اکٹھا کرنے کے لئے ایک "بنیادی اطلاع فارم" کو بذریعہ ای میل بھجواتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ اِس فارم کو فوری طور پر مکمل کر کے واپس بھجوا دیں تاکہ دفتری کاروائی شروع ہو سکے۔ اس کے بعد درج ذیل امور انجام دئے جاتے ہیں۔

1۔ میت کو ہسپتال سے فیونرل ہوم لے جانا۔ یاد رہے کہ ہسپتال سے میت حاصل کرنے میں بعض اوقات گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔

2۔ متوفی کے لواحقین سے مشورہ کے بعد غسل، چہرہ دکھانے (Viewing)، نماز جنازہ اور تدفین کا پروگرام طے کرنا۔

3۔ میت کو غسل دلوانے کے عمل میں ہمارے رضا کار کے ساتھ افرادِ خاندان کو شریک کرنا۔

الحمدللہ! ہماری خواتین کی ایک ٹیم لجنہ اماء اللہ کی زیر نگرانی خواتین کے غسل اور کفن وغیرہ کا انتظام کرتی ہے۔

غسل دینے میں شامل ہونے والے احباب کے لئے ضروری ہے ان کے کپڑے مناسب اور جوتے بند ہونے چاہئیں تاکہ میت کے غسل کے دوران پانی اندر نہ جا سکے۔

4۔ اِس تمام کاروائی کے بعد مرکزی انتظام کے تحت احباب جماعت کو چہرہ دیکھنے (Viewing)، نماز جنازہ اور تدفین کے اوقات اور مقام کی تفصیلات سے مساجد، نمازوں کے مراکز میں اعلان اور جنرل سیکرٹری آفس کے سرکلر کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے۔

5۔ سٹی انتظامیہ سے تدفین کا پرمٹ حاصل کرنے کے بعد قبرستان کی انتظامیہ سے قبر کی کھدائی اور تدفین کے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔

6۔ کتبہ لگانے کی فوری ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ کوئی عارضی تختی وغیرہ نشانی کے طور پر لگائی جاسکتی ہے۔

7۔ فیونرل ہوم سروسز کے پاس دو گاڑیاں ہیں جن کو رضا کار تدفین کے انتظامات جیسے مثلاً میت کو ہسپتال یا گھر سے لانا، جنازہ کو مسجد لے جانا اور تدفین کے لئے قبرستان لے جانا وغیرہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

8۔ بیت الحمد مسی ساگا کے فیونرل ہوم میں بیک وقت چار میتیں رکھنے کی گنجائش موجود ہے اور بعض موقعوں پر ایک ہی وقت میں ایک سے زائد مرحومین کے لئے بھی جملہ انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔

9۔ لواحقین کی طرف سے وفات کی اطلاع ملتے ہی حلقہ کے صدر صاحب یا لوکل امیر صاحب کو اطلاع کر دی جاتی ہے۔ مقامی جماعت کے عہدیداروں سے توقع کی جاتی ہے وہ احباب جماعت کو جلد از جلد فوتیدگی کی اطلاع پہنچائیں تاکہ افرادِ جماعت اظہارِ تعزیت کے لئے ان کے گھر جاسکیں اور وفات والی فیملی اور اُن کے ہاں دور سے آنے والے مہمانوں کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام کریں۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ایسے حساس موقعوں پر کسی قسم کی سستی یا غفلت نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ایسے نیک کاموں میں متوفی کے عزیزوں اور دوستوں کو آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ نیز کھانے کا انتظام سادہ ہونا چاہئے۔

10۔ گریٹر ٹورانٹو میں متوفی کے چہرہ دیکھنے Viewing کا انتظام اکثر اوقات بیت الحمد کے اندر دو کمروں میں ہوتا ہے۔ ایک مردوں کے لئے دوسرا خواتین کے لئے۔

11۔ ٹورانٹو میں تدفین کے لئے فی الحال جماعت کے دو قبرستانوں کے ساتھ روابط ہیں۔ ایک نیشول (Nashville)

قبرستان جو وان میں اور دوسرا بریمپٹن میموریل گارڈن جو بریمپٹن میں واقع ہے۔

اخراجات کی تفصیل

☆ گریٹر ٹورانٹو ایریا کے عام قبرستانوں میں زمین کی قیمت تین ہزار کینیڈین ڈالر کے لگ بھگ ہے۔قبر کی زمین کی قیمت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، لہٰذا احباب جماعت کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اضافی اخراجات سے بچنے کے لئے یہی مناسب ہے کہ حسبِ ضرورت قبر کی زمین پہلے سے محفوظ کروالی جائے یعنی قطعات کی بکنگ کروالی جائے ۔ تا کہ موقع آنے پر زائد اخراجات کا بوجھ نہ پڑے ۔ جماعت احمدیہ نے دونوں قبرستانوں میں پہلے سے ہی قبروں کے چند قطعات خریدے ہوئے ہیں اور اُن کی قیمت ادا کی ہوئی ہے ۔افرادِ جماعت قبر کے لئے یہ رقم زیادہ سے زیادہ تین قسطوں میں ادا کر سکتے ہیں۔اس کی باقاعدہ رسید دی جاتی ہے جس پر قطعہ نمبر لکھا ہوتا ہے۔اس غرض سے فیونرل ہوم سروسز سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

☆ آج کل تدفین کے اخراجات 1,500 کینیڈین ڈالر ہیں۔جس میں قبر کی کھدائی اور تدفین کے اخراجات شامل ہیں۔ یہ اخراجات قبرستان کی انتظامیہ کو براہ راست ادا کئے جاتے ہیں۔

☆ احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کی فیس صرف ایک ہزار ڈالر ($1,000) ہے جو دیگر فیونرل ہومز سے نسبتاً کم ہے۔اس میں وہ تمام متفرق اخراجات شامل ہیں جو فیونرل ہوم کو چلانے میں صرف ہوتے ہیں جیسے میت کو ہسپتال یا گھر سے لانا، میت کو غسل دینا، میت کا عام سادہ تابوت، کفن، جنازہ کے لئے مسجد لے جانا، بسا اوقات میت کو ایک دو دن کے لئے رکھنا، قبرستان لے جانا، چہرہ کے دکھانے (Viewing) کے موقع پر لواحقین اور دوسرے احباب کے لئے چائے / کافی وغیرہ کا انتظام، مینجر کی تنخواہ اور سٹی پرمٹ کی فیس وغیرہ۔

☆ ایک اور بڑا خرچ قبر پر کتبہ لگانے کا ہوتا ہے، جس کی لاگت آج کل تین ہزار کینیڈین ڈالر سے زائد ہے۔ ٹورانٹو میں بہت سی رجسٹرڈ کمپنیاں کتبہ بنانے، لکھنے اور لگانے کا کام کرتی ہیں۔انہیں سٹی اور قبرستان کی انتظامیہ کے معیار اور ضروریات کا علم ہوتا ہے۔ان کمپنیوں سے رابطہ کر کے بہتر قیمت پر کتبہ بنوایا جا سکتا ہے۔ فیونرل ہوم سروسز کے رضا کار بھی آپ کو اس بارہ میں مکمل تفصیلات فراہم کر سکتے ہیں۔

نوٹ: جو بھی ادائیگیاں احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کو کی جاتی ہیں ان کی باقاعدہ جماعت کی رسید بک پر رسید دی جاتی ہے۔

چند اور اہم توجہ طلب امور

بعض ایسے معاملات ہیں جن کے بارہ میں اگر پہلے سے غور کر لیا جائے تو آنے والے وقت میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس ماندگان اور رشتہ داروں کے لئے سہولت ہو جاتی ہے:

☆ Will یعنی وصیت نامہ جو ایک اہم قانونی دستاویز ہے۔ یہ وقت آنے پر بہت سے مسائل حل کرنے میں معاون ہو سکتی ہے، کسی اچھے وکیل کے ذریعہ تیار کردہ وصیت نامہ بہت سے اضافی اخراجات سے بچت اور خواہشات کے مطابق اسٹیٹ کی تقسیم میں بلا تاخیر مدد کرتا ہے اور غیر ضروری ٹیکس کو بچانے کے لئے قانونی تحفظ مہیا کرتا ہے۔

☆ مالی معاملات کی منصوبہ بندی ہر کمانے والے کے لئے ایک اہم اور ضروری امر ہے۔اس میں انشورنس کے مسائل اور ان کا حل بھی شامل ہے۔

☆ اسی طرح فیونرل سروس کے خراجات کے لئے کینیڈا میں بہت سی کمپنیاں انشورنس پالیسی مہیا کرتی ہیں، ایسی پالیسی کی مدد سے فوری اخراجات کا بوجھ لواحقین پر نہیں پڑتا۔

☆ کینیڈا پنشن پلان (Canada Pesion Plan) میں وفات شدگان کے لئے یہ سہولت موجود ہے کہ مرحوم کے ورثاء فیونرل ہوم سروسز کی رسید دکھا کر زیادہ سے زیادہ 2,500 ڈالرز وصول کر سکتے ہیں گو کہ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ مرحوم نے کینیڈا میں کتنا عرصہ ملازمت کی ہے۔

☆ جائیداد کے کاغذات اور تفصیلی معلومات کی فائل مکمل ہونے سے مسائل آسان ہو جاتے ہیں۔

☆ فیونرل ہوم سروسز تدفین سے پہلے مرحوم کے متعلق بعض دستاویزات جاری کرتے ہیں۔لواحقین کو چاہئے کہ اُن کو محفوظ کر لیں تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکیں۔

☆ قبر پر لگنے والے کتبہ اور کتبہ کی تحریر کے بارہ میں اہلِ خاندان کا باہم متفق ہونا بہتر ہے۔ تا کہ بار بار تبدیلی کی وجہ سے اضافی اخراجات سے بچا جا سکے۔

☆ اگر میت تدفین کے لئے ملک سے باہر لے جانے کا ارادہ ہے تو اس کے بارے میں تیاری اور اضافی اخراجات کا پہلے سے علم ہونا چاہئے ۔ یہ اخراجات معمول کے اخرجات کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ فضائی پرواز کے ذریعہ نعش بھجوانے کے لئے بامنگ (Balming) کروانی ضروری ہے۔

☆ موصی احباب و خواتین اپنی وصیت کی ادائیگی کے ساتھ اپنی فائل سال بہ سال مکمل رکھنے کی کوشش کریں۔

بعض دیگر متفرق امور

☆ یاد رہے کہ چہرہ دیکھنے Viewing اور تدفین کے دوران درود شریف اور کلمۂ شہادت کا ورد کرنا مسنون ہے۔

☆ ان مواقع پر غیر ضروری گفتگو سے اجتناب کرنا چاہئے۔

☆ لواحقین کے گھر تعزیت کے لئے جانا چاہئے۔ایسے مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مرحومین کے اوصاف اور خوبیوں کا ذکر کرنا چاہئے۔

☆ تین دن تک مرحوم کے اہل خانہ کی ضروریات کا حتی الوسع خیال رکھنا اور کھانا وغیرہ پہنچانا چاہئے۔

☆ بدعات سے گریز کرنا چاہئے۔مثلاً قبروں پر پھول رکھنا، بلند آواز سے رونا وغیرہ۔اسی طرح سوگوار گھروں میں پارٹی جیسا ماحول پیدا کرنا جیسے کھانے کے موقع پر کھانے میں شامل ہونا، اہلِ خانہ سے چائے یا کسی مشروب کی توقع کرنا وغیرہ غیر مناسب ہے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا میں تجہیز و تکفین کی خدمات تو آغاز سے ہی ادا کی جاتی رہی ہیں۔ایک لمبے عرصہ تک محترم سید طاہر احمد بخاری صاحب مرحوم یہ فریضہ ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ محترم بخاری صاحب مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ان کے بعد مکرم میاں محمد سلیم صاحب ایک لمبے عرصہ سے رضا کارانہ طور پر یہ خدمات بجا لا رہے ہیں۔ فیونرل ہوم کے قیام کے ابتدائی سالوں میں قبرستان سے رابطہ اور قبروں کے حصول میں مکرم ایثار محمود احمد بٹ صاحب مرحوم ، مکرم محمد رفیق ضیا صاحب، مکرم ملک ایم۔اے رشید صاحب، مکرم مبارک احمد قاضی صاحب، مکرم کلیم احمد ملک صاحب اور مکرم عبدالماجد قریشی صاحب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مکرم قریشی صاحب نے احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے میں خاص خدمات سرانجام دی ہیں۔اُن کا رویہ مرحومین کے ورثاء کے ساتھ ہمیشہ مثالی طور پر ہمدردانہ اور مشفقانہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور دوسرے رضا کاروں کو اس خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین

(باقی صفحہ 35)

ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کا چندہ جمع کرنے کے لئے سالانہ عشائیہ

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

11 دسمبر 2019ء کی شام جب ٹورانٹو شدید سردی کی لپیٹ میں تھا، اکثر لوگ کام سے فارغ ہو کر تیز رفتاری سے گھر پہنچنے کی دھن میں بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے رضا کار امدادی کاموں کے لئے عطایا کے حصول کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے سالانہ عشائیہ کی تیاری میں مصروف تھے۔ تقریب سات بجے شام کے بعد شروع ہونا تھی لیکن اہتمام تو بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ اور ہیومینٹی فرسٹ کے رضا کار، مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے اراکین ساتھ مل کر اس ذمہ داری کو خوب نبھاتے ہیں۔

ٹورانٹو گرینڈ کنونشن سنٹر کے وسیع ہال میں داخلہ کا ٹکٹ 80 ڈالر مقرر کیا گیا تھا اور داخلی دروازہ پر مہمانوں کی قطار اپنی باری کی منتظر تھی۔ ساڑھے سات بجے تک ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم ندیم شاد صاحب نے سورۃ الحشر کی آیات نمبر 10 تا 11 کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے کمیونیکیشن ڈائریکٹر محترم مبشر خالد صاحب نے اتنی بڑی تعداد میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اُن کا شکریہ ادا کیا اور پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے ماہ ستمبر میں Bahamas کی تاریخ میں آنے والے سب سے بڑے طوفان Dorian کی ہولناکیوں پر مبنی ایک ویڈیو فلم پیش کی۔

جس کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کے رابطہ کار مکرم نعیم حسن صاحب نے اِس طوفان کی تباہ کاریوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ہیو مینٹی فرسٹ کینیڈا کی امدادی کاروائیوں کے بارہ میں بتایا۔ 295 کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے کیٹگری 5 طوفان سے پہنچنے والے نقصان کا اندازہ 4.68 بلین ڈالر لگایا گیا ہے۔ اور 43 جانیں تلف ہوئیں۔ عالمی صحت کے ادارہ WHO کی درخواست پر ہیومینٹی فرسٹ نے فوری طور پر ڈاکٹرز، نرسوں اور پیرامیڈیک سٹاف پر مشتمل ایمرجنسی میڈیکل ٹیم موقع پر روانہ کی۔

مکرم نعیم صاحب نے بتایا کہ مزید نقصانات اور مدد کی نوعیت کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ جس کے بعد امدادی کام جاری رہیں گے۔

شلٹر بس پراجیکٹ Shelter Bus Project

کینیڈا میں بے خانماں افراد کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، ایک اندازہ کے مطابق 35,000 کینیڈین ہر رات بے گھر ہوتے ہیں، موسم سرما میں یہ صورت حال زیادہ سنگین ہو جاتی ہے اور اندازہ ہے کہ صرف ٹورانٹو میں ہر ہفتہ 2 بے گھر افراد موسم کی شدت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شلٹر بس پراجیکٹ کینیڈا میں ایسے بے گھر افراد کو پناہ گاہیں مہیا کرنے کے لئے ایک اچھوتا پراجیکٹ ہے۔

پراجیکٹ کے رضا کار عزیزم برہان احمد گورایا صاحب نے بتایا کہ اس بس میں 20 افراد کے لئے گرم بستر، ایک مختصر سا کچن، لاؤنج اور سٹور شامل ہے۔ یہ بس سرد راتوں میں رضا کارانہ کام کرنے والے ڈرائیور اور نگہداشت کرنے والوں کے ہمراہ گریٹر ٹورانٹو میں ضرورت مندوں کی امداد کے لئے رات بھر گشت کرتی رہے گی۔

حاضرین کی دلچسپی کے لئے ہال کے باہر پارکنگ میں کھڑی اِس بس کی نمائش بھی جاری تھی۔ ٹورانٹو شہر میں ٹی وی نیوز کے ذریعہ اِس بس کے خوب چرچے ہو رہے ہیں۔

محترم امیر صاحب کا مختصر خطاب اور جماعت کینیڈا کی طرف سے عطیہ کی پیش کش

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے مختصر خطاب میں ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے آئیوری کوسٹ اور گھانا میں بننے والے ہسپتالوں کا ذکر کیا اور مہاجرین کی آبادکاری کے لئے سپانسرز کی ضرورت پر زور دیا۔

اس موقع پر محترم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کینیڈا کی جانب سے چیئر پرسن ہیومینٹی فرسٹ کو پچاس ہزار ڈالر کا چیک بطور عطیہ پیش کیا۔

کینیڈا سے افریقہ تک انسانی رابطہ

محترم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب چیئر پرسن ہیومینٹی فرسٹ نے اپنے خطاب میں کارکردگی کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیومینٹی فرسٹ اب تک دنیا کے 53 ممالک میں رجسٹر ہو چکی ہے اور اس وقت پاکستان سمیت 17 ممالک میں عملی طور پر سرگرم ہے۔ 2019 سال میں اقوام متحدہ کے ادارہ UNHCR میں بطور NGO نمائندگی کی دعوت دی گئی۔

اِس وقت ادارہ سینگال اور بہاماس میں ہسپتالوں کے پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ 1000 سے زائد مہاجرین کی کینیڈا میں آبادکاری کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور یہ پراجیکٹ بدستور اپنا کام کر رہا ہے۔ اِس کے علاوہ مختلف پراجیکٹس ہیں جس میں سینئرز پروگرام، شلٹر بس، صاف پانی اور فوڈ بینک پر کام جاری ہے۔

فوڈ بینک کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کینیڈا میں 13 فی صد لوگ خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا خوراک کے 160,000 پیکٹ تقسیم کر چکی ہے۔ گلوبل ہیلتھ پروگرام کے تحت چار سو افراد کو آنکھوں کی سرجری کے ذریعہ بصیرت عطا ہو چکی ہے۔

دلچسپ کوئز پروگرام

مکرم انصر داؤد صاحب نے Audience Quiz Game 1 پروگرام پیش کیا۔ جس میں سامعین نے بہت زیادہ دلچسپی ظاہر کی۔ اور یہ پروگرام بہت مقبول ہوا۔

معزز مہمانوں کے خطاب

ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب کے تفصیلی خطاب کے بعد

Dr. Annamarie P. Castrilli

یونیورسٹی آف ٹورانٹو کے لاء سکول کی تعلیم یافتہ ہیں اور کچھ عرصہ سیاسی منظر نامہ پر سرگرم رہنے کے بعد تعلیم کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ جماعت احمدیہ سے آپ کے دیرینہ تعلقات ہیں۔

آپ نے Education is a right not a privilege کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔

آپ کے علاوہ درج ذیل معززین نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور ہیومینٹی فرسٹ کی کوششوں کو سراہا:

Hon. Michael A. Tibollo MPP Vaughan-Woodbridge Associate Minister of Mental Health & Addictions Ontario

Hon. Jim Karygiannis Councilor City of Toronto Ward 22 Scarborough-Agincourt.

اِن خطابات کے دوران حاضرین کھانے سے بھی محظوظ ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اِس عشائیہ میں 800 سے زائد خواتین و حضرات شامل ہوئے اور 110,000 ڈالر کی رقم بطور عطیہ جمع ہوئی۔

ہومینٹی فرسٹ کینیڈا کے سالانہ عشائیہ کی چند جھلکیاں

بقیہ از ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پھر آپؑ نے بہت دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ کی شہادت کے واقعات سنائے اس حال میں کہ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے آپؑ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔آپؑ نے بڑے کرب کیساتھ اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔

ایک روز حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔گھر میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے والد حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔دورانِ گفتگو حج کا ذکر آنے پر حضرت میر صاحبؓ نے کہا کہ اب تو حج پر جانے کے لئے سفر بہت آسان ہو گیا ہے حج کے لئے جانا چاہیئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ باتیں سن رہے تھے۔حج کا ذکر آنے پر آپؑ کے جذبات میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی۔آپ کے چشمِ تصور نے خانہ کعبہ کو اور روضۂ نبوی ﷺ کو دیکھا اور وفورِ محبت سے بے اختیار آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔آپ کی چشمِ تصور نے خانہ کعبہ کو اور روضہ نبوی کو دیکھا اور وفورِ محبت سے بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔حج کی بے تاب تمنا بے دار ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ہی آپ جذبات کی دنیا میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے آنسو پونچھتے جاتے اور حضرت میر صاحبؓ سے مخاطب ہو کر صرف اتنا فرمایا:

یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔

دنیا کے لوگ تو مزارِ نبویؐ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بھی خشک آنکھوں سے واپس آجاتے ہیں اس عاشقِ زار کی حالت دیکھو۔ہزاروں میل دور بیٹھے مزارِ نبویؐ پر حاضری کے تصور سے ہی آنسوؤں کی برسات جاری ہوگئی۔

(سیرت طیبہ مولفہ شیخ عبدالقادر سوداگرمل،صفحہ 35-36)

بقیہ از سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان مضمون

"جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔ .... یہ مقابلہ اُس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریا سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے۔اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جب کہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدھا بن کر سب کو نگل گیا۔اور آج تک قوم میں میری اِس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکلی تھی۔

فالحمدللہ علی ذالک

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن،جلد22 صفحہ 291-292)

امر واقعہ یہ ہے کہ آج ایک سو چوبیس سال گزرنے کے بعد بھی اس عظیم الشان مضمون کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکا۔

بقیہ از احمدیہ فیونرل ہوم سروسز: ایک تعارف

احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کے رضا کار ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔اُن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم سید عثمان احمد صاحب
2۔ مکرم ندیم احمد خان صاحب
3۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب
4۔ مکرم عرفان احمد صاحب
5۔ مکرم محمد قاصد صاحب
6۔ مکرم غیور احمد صاحب
7۔ مکرم مناہل چٹھہ صاحب
8۔ مکرم فہیم شیخ صاحب
9۔ مکرم مغیظ احمد صاحب
10۔ مکرم سفیر قریشی صاحب
11۔ مکرم ڈاکٹر انور خواجہ صاحب
12۔ خدام وانصار ٹیم ممبرز
13۔ لجنہ اماء اللہ ٹیم ممبرز

احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کے بارہ میں مزید معلومات کے لئے درج ذیل احباب سے رابطہ فرمائیں:

1۔ مکرم مظہر الحق سیٹھی صاحب
ڈائریکٹر احمدیہ فیونرل ہوم سروسز
647-625-2893

2۔ مکرم میاں محمد سلیم صاحب
ایسوسی ایٹ ڈائریکٹر
416-473-6426

3۔ مکرم تلمیذ احمد صاحب
منیجر احمدیہ فیونرل ہوم سروسز
416-559-0278

mgr.funeralservices@ahmadiyya.ca

مزید معلومات کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔

https://amjfuneralservices.ca

دعا ہے اللہ تعالیٰ احمدیہ فیونرل ہوم سروسز کے عملہ اور رضا کاروں کی خدمات کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔انہیں تجہیز وتکفین اور تدفین کے جملہ امور کو احسن طریق سے انجام دینے کی توفیق بخشے۔اور ان کا رویہ مرحومین کے ورثاء اور لواحقین کے ساتھ ہمیشہ ہمدردانہ اور مشفقانہ رہے۔اور انہیں مقبول خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

احمدیہ گزٹ کینیڈا کے بارہ میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہارِ خوشنودی

آپ کی طرف سے ماہ دسمبر 2019ء کا شمارہ موصول ہوا۔اللہ تعالیٰ اِس کی اشاعت بہر حال بابرکت اور مزید مفید بنائے اور آپ لوگوں کو آئندہ بھی مقبول خدمت کی توفیق دے۔اور یہ رسالہ مؤقر اور مؤثر آوازِ احمدیت بنا رہے۔آمین

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

اعلان نکاح وشادی خانہ آبادی

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم محمود احمد صاحب ومحترمہ مسرت جبیں صاحبہ، بولٹن یوکے کی صاحبزادی محترمہ ماہم کرن صاحبہ کا رشتہ مکرم مولانا سیّد ابرار شاہ صاحب، مبلغ سلسلہ جرمنی سے تجویز ہوا۔ 9 نومبر 2019ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں نماز عصر کے بعد اس جوڑے کے نکاح کا اعلان چار ہزار یورو حق مہر کے عوض فرمایا اور دعا کرائی۔

20 نومبر 2019ء کو مکرم محمود احمد صاحب نے اپنی صاحبزادی محترمہ ماہم کرن صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کا اہتمام بولٹن ایکسی لینسی، 8 کارلٹن سٹریٹ، بولٹن، یوکے میں کیا۔

یکم دسمبر 2019ء کو مکرم محمد اقبال شاہ صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم مولانا سید ابرار شاہ صاحب مربی سلسلہ جرمنی کی تقریبِ ولیمہ کا اہتمام ایوانِ مسرور، اسلام آباد میں کیا۔ اس تقریب میں ازراہِ شفقت واحسان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رونق افروز ہوئے اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کرائی۔

محترمہ ماہم کرن صاحبہ مکرم حاجی شریف احمد صاحب (شریف جیولرز، ربوہ) کی نواسی اور مکرم منظور شاد صاحب پیس ویلج ویسٹ کی بھانجی ہے۔

ولادتیں

☆ عزیزم شایان احمد سلمہ

29 دسمبر 2019ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم چوہدری شاہد نصیر صاحب اور محترمہ عائشہ سیّد صاحبہ کیلگری جماعت کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔

نومولود کا نام ’’شایان احمد‘‘ تجویز ہوا ہے۔ عزیزم مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب بُندا مرحوم کا پوتا اور مکرم سیّد اقبال احمد صاحب ناصرؔ پیس ویلج ایسٹ کا نواسہ ہے۔

☆ عزیزہ نائیلہ عطاء الرحمٰن سلمہا

15 نومبر 2019ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ مکرم نداء الرحمٰن صاحب اور محترمہ بشارہ نعیم صاحبہ، میپل جماعت کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام ’’نائیلہ عطاء الرحمٰن‘‘ تجویز ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بچی وقف نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔

عزیزہ نائیلہ سلمہا مکرم ڈاکٹر بشارت الرحمٰن صاحب اور محترمہ ڈاکٹر مریم رحمٰن صاحبہ، میپل جماعت کی پوتی اور مکرم خالد محمود نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا اور محترمہ شاہدہ تسنیم نعیم صاحبہ کی کی نواسی ہے۔

ادارہ اس خوشی اور مسرت کے مواقع پر مذکورہ بالا خاندانوں اور ان کے تمام افراد کو دلی مبارک باد کرتا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت وسلامتی والی عمریں عطا کرے۔ دین اور دنیا کی تمام نعمتوں اور فضلوں سے مالا مال فرمائے۔ خلافت سے اِن بچوں کا تعلق ہمیشہ مضبوط رکھے اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

دعائے مغفرت

☆ مکرم آدم بہاری صاحب

8 جنوری 2020ء کو مکرم آدم بہاری صاحب برلنگٹن جماعت 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 10 جنوری کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ شدید سردی کے باوجود ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں عزیزوں اور احباب جماعت نے شمولیت کی۔ آپ کا تعلق ماریشس سے تھا۔ مرحوم، نہایت شفیق، مہربان اور خوش مزاج شوہر، باپ، دادا، نانا اور دوست تھے۔ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو بزرگ تھے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ابتدائی مخلصین میں سے تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ ایک عرصہ سے برلنگٹن میں رہائش پذیر تھے اور اکثر ہملٹن کی مسجد بیت النور میں سے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آتے۔ خلافت سے صدق ووفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فاطمہ بہاری صاحبہ، دو بیٹے مکرم طارق علی بہاری صاحب، مکرم شاہد علی بہاری صاحب اور ایک بیٹی محترمہ فردوس بہاری صاحبہ، مکرم عادل بن سعد تیلیلی صاحب داماد اور محترمہ کرن سودر لینڈ صاحبہ بہو، برلنگٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ

8 جنوری 2020ء کو محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد عباس وینس صاحب مرحوم وان ساؤتھ جماعت 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 12 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الاسلام میں مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم مولانا باسل رضا بٹ صاحب مربی سلسلہ نے محترمہ ثریا بیگم صاحبہ کے خاندان اور ان کے اوصاف کا مختصر ذکر کیا اور پھر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 13 جنوری کو نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب کی صاحبزادی تھیں اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کی بھانجی تھیں۔

مرحومہ 2004ء میں کینیڈا تشریف لائیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی اور اپنی ایک لے پالک بیٹی محترمہ قانتہ الیاس چوہدری صاحبہ کے ہاں قیام پذیر تھیں۔ آپ نہایت سادہ، منکسر المزاج، ہمدرد وخیر خواہ، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، غیروں کی دیکھ بھال کرنے والی دعا گو خاتون تھیں۔ خلافت سے صدق ووفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔ شدید سردی کے باوجود ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں عزیزوں اور احباب جماعت نے شمولیت کی۔

☆ محترمہ طاہرہ یاسمین گوہر صاحبہ

15 جنوری 2020ء کو محترمہ طاہرہ یاسمین گوہر صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ دبیر احمد گوہر صاحب مسس ساگا جماعت 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 19 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں مغرب کی نماز کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین پاکستان میں ہوئی۔

مرحومہ نہایت سادہ، منکسر المزاج، نیک، صالح خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا کا تعلق تھا۔

☆ محترمہ امۃ اللطیف تبسم صاحبہ

31 جنوری 2020ء کو محترمہ امۃ اللطیف تبسم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالکریم صاحب آف ڈرہم جماعت 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔2فروری 2020ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اگلے روز 3 جنوری 2020ء کو نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔مرحومہ، حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم دہلوی صاحبؓ کی صاحبزادی اور مکرم عبدالشکور دہلوی صاحب (شکور بھائی چشمے والے) کی ہمشیرہ تھیں۔نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے تین بیٹے مکرم نسیم احمد صاحب یوکے، مکرم وسیم احمد صاحب ڈرہم، مکرم ندیم احمد صاحب ٹورانٹو اور ایک بیٹی محترمہ شبنم ملک صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری رفیق احمد جمیل صاحب

3 فروری 2020ء کو مکرم چوہدری رفیق احمد جمیل صاحب آف ہملٹن ماؤنٹین جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔4فروری 2020ء کو مسجد بیت الحمد مسّی ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اگلے روز 5 فروری 2020ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔آپ مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے صاحبزادے اور مکرم چوہدری سعید احمد عالمگیر صاحب افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے چھوٹے بھائی تھے۔نہایت مخلص احمدی گھرانے سے آپ کا تعلق تھا۔مرحوم ساہیوال میں پیدا ہوئے پھر گوجرانوالہ چلے گئے۔

آپ شعبہ ٹیلی گراف اینڈ ٹیلی فون میں SDO تھے۔قائد مجلس خدام الاحمدیہ ساہیوال خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ایک اچھے شوہر، ایک اچھے باپ، ایک اچھے دادا اور پڑدادا تھے۔بہت پیار کرنے والی شخصیت تھے۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے دو بیٹے مکرم کاشف جمیل صاحب، مکرم عاطف جمیل صاحب اور ایک بیٹی محترمہ صفیہ صدف ناصر صاحبہ ہملٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ جمیلہ اختر صاحبہ

5 فروری 2020ء کو محترمہ جمیلہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم غضنفر احمد صاحب، وان جماعت 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔6فروری 2020ء کو مسجد بیت الحمد مسّی ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب، مربی سلسلہ مسّی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اگلے روز 7 فروری 2020ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب، مربی سلسلہ وان نے دعا کرائی۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار اور دعا گو خاتون تھیں۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں شوہر مکرم غضنفر احمد صاحب، ایک بیٹا مکرم حمزہ احمد صاحب، دو بیٹیاں محترمہ ادیبہ حبیب صاحبہ، محترمہ راحیلہ تحسین صاحبہ اہلیہ مکرم تحسین صادق صاحب وان جماعت یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے 31 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ نسیمہ راشدہ صاحبہ

9 دسمبر 2019ء کو محترمہ نسیمہ راشدہ صاحبہ اہلیہ مکرم سعید احمد ملک صاحب لاہور میں 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں، بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد خاتون تھیں۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔آپ نے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے تھے۔

مرحومہ، مکرم مولانا محمد احمد ثاقب صاحب مرحوم، پرفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کی صاحبزادی تھیں۔مکرم شہزاد سعید ملک صاحب ٹورانٹو کی والدہ، مکرم ڈاکٹر داؤد احمد ملک صاحب، مکرم ایم اے رشید ملک صاحب، مکرم پرویز مسعود احمد صاحب، محترمہ شاہدہ تسنیم نعیم صاحبہ اہلیہ مکرم خالد محمود نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم عبدالشکور صاحب

29 دسمبر 2019ء کو مکرم عبدالشکور صاحب ابن مکرم کیپٹن ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب مرحوم، راولپنڈی میں 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

☆ مکرم عبدالحمید صاحب

14 جنوری 2020ء کو مکرم عبدالحمید صاحب ابن مکرم کیپٹن ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب مرحوم، راولپنڈی میں 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم، مکرم کاشف عطاء الحق صاحب میپل کے والد تھے۔

مذکورہ بالا دونوں مرحومین مکرم عبدالشکور صاحب اور مکرم عبدالحمید صاحب، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ہمدرد و خیر خواہ تھے۔خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔یہ دونوں مکرم ڈاکٹر عبدالماجد حامد صاحب سابق ناظم دارالقضاء کینیڈا کے بھائی تھے۔

☆ مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب

29 دسمبر 2019ء کو مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب، کھاریاں میں 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔اپنے حلقہ کے صدر تھے۔آپ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔مرحوم، محترمہ عامرہ مظفر صاحبہ نارتھ یارک کے والد تھے۔

☆ محترمہ فیروز جہاں صاحبہ

24 دسمبر 2019ء کو محترمہ فیروز جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحفیظ صاحب مرحوم ربوہ میں 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مکرم غالب احمد شاہ صاحب نے اسی روز مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، دعا گو خاتون تھیں۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔مرحومہ، محترمہ تنویر جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم ودود احمد چوہدری صاحب مارکھم جماعت کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم اظہر تنویر مرزا صاحب

31 دسمبر 2019ء کو مکرم اظہر تنویر مرزا صاحب ابن مکرم اسلم بیگ مرزا صاحب ہونسلو جماعت، لندن یوکے میں 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 جنوری 2020ء کو نماز ظہر سے قبل ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔مرحوم، مکرم مرزا عبدالحمید صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نواسے اور حضرت مرزا عمر بیگ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے۔1965ء میں تنزانیہ سے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ لندن یوکے

میں آکر آباد ہوئے۔ مرحوم نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ محترمہ عذرا مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد مرزا صاحب وینکوور کے بھائی تھے۔

☆ مکرم آفتاب احمد تاج صاحب

10 جنوری 2020ء کو مکرم آفتاب احمد تاج، ریاض، سعودی عرب میں 45 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ تنویر تاج صاحبہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ مرحوم، محترمہ طاہرہ صدیقی صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر غلام رسول صدیقی صاحب پشاوری، وان جماعت کے بھائی تھے۔

☆ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

11 جنوری 2020ء کو محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحی خاں صاحب مرحوم لاہور میں 96 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، دعا گو خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ، محترمہ روحی ملک صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر طارق ملک صاحب میپل جماعت کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم بشیر احمد صاحب

14 جنوری 2020ء کو مکرم بشیر احمد صاحب ربوہ میں 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، دعا گو بزرگ تھے خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم، مکرم منیب اقبال صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا کے دادا تھے۔

☆ محترمہ راشدہ بیگم صاحبہ

15 جنوری 2020ء کو محترمہ راشدہ بیگم صاحبہ ہری پور ہزارہ میں 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ، محترمہ سلمیٰ ذوالفقار صاحبہ، ڈرہم جماعت کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم راجہ مسعود احمد صاحب

17 جنوری 2020ء کو مکرم راجہ مسعود احمد صاحب جرمنی میں 60 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں بیوہ محترمہ ثمینہ احمد صاحبہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم، مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب پیس ویلیج کے بڑے بھائی مکرم سید سجاد احمد شاہ صاحب مرحوم کے داماد تھے۔

☆ مکرم ڈاکٹر ناصر احمد جاوید صاحب

16 جنوری 2020ء کو مکرم ڈاکٹر ناصر احمد جاوید صاحب حافظ آباد میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرہیں۔ آپ، مکرم منظور احمد باجوہ صاحب، میپل جماعت کے قریبی عزیز تھے۔

☆ محترمہ بشیرہ صاحبہ

28 جنوری 2020ء محترمہ بشیرہ بی بی صاحبہ لیہ چک نمبر 367 میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم محمد افضل چٹھہ صاحب، پیس ویلیج کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم عبدالرشید ریحان صاحب

مکرم عبدالرشید ریحان صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب آف برمنگھم، یوکے 14 دسمبر 2019ء کو بعمر 64 سال کام کے دوران برمنگھم ناردرن ریلوے ڈپو میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 21 دسمبر 2019ء کو نماز ظہر سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک، اسلام آباد میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد برمنگھم کے قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ برمنگھم نے دعا کرائی۔

4 فروری 2020ء کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم رفیق احمد جمیل صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مکرم عبدالرشید ارشد ریحان صاحب کی بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم ریل ڈرائیور تھے اور اگلے سال ریٹائر ہونے والے تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں بوڑھے غمزدہ والدین، اہلیہ محترمہ امۃ الہادی صاحبہ بنت مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم، مکرم منیر الحق شاہد صاحب کینیڈا کے بہنوئی اور مکرم رفیق احمد جمیل صاحب مرحوم کے بھانجے تھے۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

قرض واپس نہ کرنے والوں کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

قرض میں ٹال مٹول قرض دار کی آبرو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرض ادا کر سکنے والے کا ٹال مٹول کرنا (یعنی جس کو توفیق ہو کہ قرض ادا کر سکے اس کا پھر ٹال مٹول کرنا) اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الحوالات، باب الحوال)

تو ایسے لوگوں کے خلاف جماعت کے اندر جب نظام جماعت حرکت میں آتا ہے تو کہتے ہیں کہ دیکھو یہ ہماری خاندانی عزت سے کھیلا گیا۔ فلاں عہدیدار نے ہماری بے عزتی کی یا قضا نے ہمیں غلط سزا دی۔ تو ایسے لوگ جو صاحب استطاعت ہوں اور پھر بھی تعاون نہ کریں تو اس حدیث کی رو سے ان سے ایسا سلوک جائز ہے۔ اگر ان کی بے عزتی بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور جب نظام جماعت ایسا سلوک کرتا ہے تو ان کو پھر شور مچانے کا بھی کوئی حق نہیں ان کو پہلے ہوش کرنی چاہئے۔

(کتاب تلقین عمل: ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صفحات 369-373 مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 5 نومبر 2011ء، صفحہ 3)

(مرسلہ: شعبہ امور عامہ، جماعت احمدیہ کینیڈا)